بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث القرآن

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

ہفت روزہ

اہلِ حدیث

لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی

جلد: 45

۳۰ ذیقعدہ تا ۶ ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ 26 ستمبر تا 2 اکتوبر 2014ء

شمارہ: 37

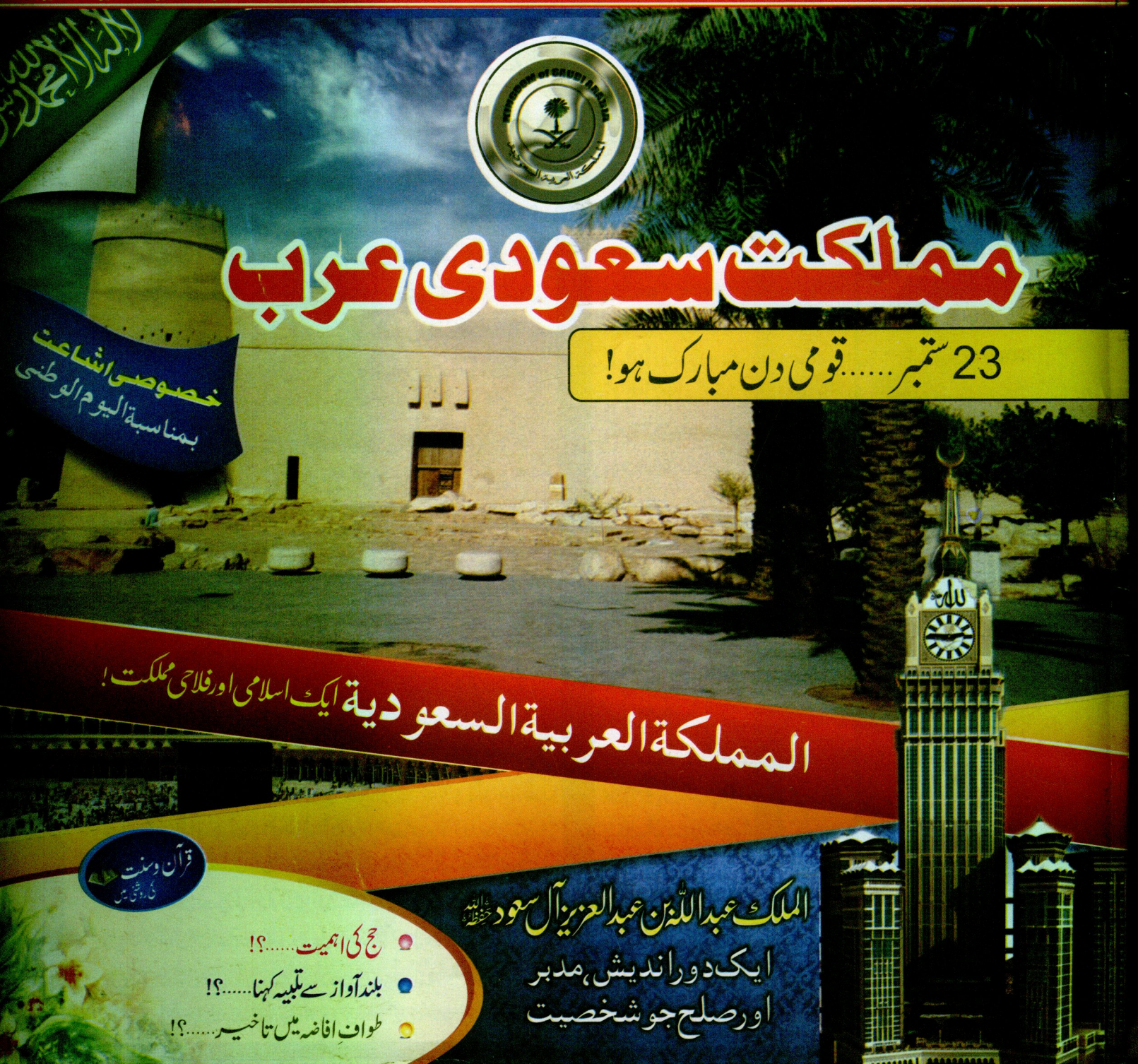

مملکت سعودی عرب

23 ستمبر.....قومی دن مبارک ہو!

خصوصی اشاعت
بمناسبۃ الیوم الوطنی

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ایک اسلامی اور فلاحی مملکت!

قرآن وسنت کی روشنی میں

- حج کی اہمیت.....؟!
- بلند آواز سے تلبیہ کہنا.....؟!
- طوافِ افاضہ میں تاخیر.....؟!

الملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ

ایک دوراندیش، مدبر
اور صلح جو شخصیت

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

انسانی رویے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝﴾ (حٰمٓ السجدة)

''انسان کا بھلائی کی آرزو سے جی نہیں بھرتا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مایوس ودل برداشتہ ہو جاتا ہے۔''

انسان ہمیشہ اپنے لیے بھلائی اور خوش حالی کا آرزومند رہتا ہے۔ یقیناً اپنے لیے فائدے کی خواہش ہر ذی روح اور ذی شعور مخلوق کی فطرت ہے۔ البتہ انسان کا یہ رویہ کہ وہ بھلائی، خوش حالی اور نعمتوں میں اپنے محسن کو بھول کر، اس کے لیے شکر کے الفاظ ادا کرنے کی بجائے اترانا شروع کردے، فخر وغرور اور تکبر میں مبتلا ہو کر دوسروں کی تحقیر اور ان پر ظلم روا رکھے۔ جبکہ کسی مصیبت، آزمائش اور تکلیف میں اپنے محسن کی طرف مطلبی اور مفاد پرست بن کر پھر لوٹ آئے۔ اس انسانی رویے کی طرف قرآن نے اشارہ فرمایا ہے اور اس رویے کی بھرپور مذمت کی ہے:

﴿وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝﴾ (حٰمٓ السجدة)

''اور جب ہم انسان پر اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کشی اختیار کرتا ہے، اور جب اسے مصیبت آن گھیرتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝﴾ (المعارج)

''بے شک انسان بے ہمت (کچے دل والا) پیدا کیا گیا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے (اور جزع فزع کرنے لگتا ہے) اور جب اسے خوش حالی ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔''

اسی طرح فراخی رزق کے وقت انسان کے معاندانہ اور تکبرانہ رویے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ:

﴿وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ﴾ (الشوریٰ:۲۷)

''اگر اللہ اپنے بندوں کے رزق فراخ کر دیتا ہے تو وہ روئے زمین پر سرکشی کرنے لگتے ہیں۔''

آخر اس انسانی رویے کی وجہ کونسی چیز بنتی ہے؟ اس کی طرف بھی قرآن نے اشارہ فرما دیا، تاکہ انسان اس وجہ اور اس غلط رویے کی جڑ تک پہنچ کر اس کا علاج کرے:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝﴾ (القیامة)

''اصل یہ ہے کہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت (کی یاد اور سختیوں) کو چھوڑے بیٹھے ہو۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

[قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ] (رواہ البخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہر معاملے میں انسان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے، ذہنی فرائض کی ادائیگی کا طریقہ بیان کرتا ہے۔ نماز جو کہ دین کا بنیادی ستون ہے اس کے متعلق راہنمائی موجود ہے۔ محدثین نے اس سلسلے میں مستقل باب باندھے ہیں، کسی نے بھی مرد اور عورت کی نماز میں فرق بیان نہیں کیا۔ صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ عورتیں مردوں سے مختلف طریقے سے نماز پڑھیں۔ پاکستان میں آبادی کی اکثریت چونکہ فقہ حنفی کی پیروکار ہے لہٰذا فقہ حنفی کے مطابق ان کی عورتیں مردوں سے مختلف طریقے سے نماز پڑھتی ہیں مگر ان کا یہ طرز عمل کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم کہ ''یوں نمازیں پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے'' مردوں اور عورتوں کے لیے عام ہے، اس لحاظ سے جو طریقہ نماز مردوں کا ہے۔ وہی عورتوں کا ہے ہاں بعض معاملات میں آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ عورتیں اوڑھنی کے بغیر نماز نہ پڑھیں۔ مسجد میں جا کر نماز پڑھنا عورت پر فرض نہیں، وہ صحن میں نماز پڑھنے کے بجائے برآمدے میں نماز پڑھے اور برآمدنے کی بجائے کمرے میں نماز پڑھے تو اس کے لیے بہتر ہے۔ مگر یہ کہنا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں کانوں تک نہ اٹھائیں اپنے ہاتھ مردوں کے خلاف اپنے سینے پر باندھیں ان کا قعدہ قیام کس طرح ہو وہ سجدہ کیسے کریں ایسی کوئی وضاحت حدیث سے ثابت نہیں ہے، اس سلسلے میں جو حکم مردوں کے لیے ہے وہی عورتوں کے لیے ہے۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا: ''سجدے کی حالت میں اپنے بازو اس طرح نہ پھیلاؤ جس طرح کتا پھیلا کے بیٹھتا ہے۔'' آپ نے دیکھا ہوگا کتا اپنے بازو مکمل طور پر زمین پر بچھا لیتا ہے لہٰذا سجدہ کرنے والا مرد یا عورت سجدے کی حالت میں اپنی کہنیوں کو زمین پر بچھانے کی بجائے اپنی ہتھیلیاں زمین پر لگائے، اپنی کہنیوں کو زمین سے اٹھا کے رکھے اور پہلو سے بھی دور رکھے۔ سجدے کی حالت میں پیٹ رانوں سے جدا ہو مگر جب عورت زمین پر بچھ کر زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے گی تو اس حدیث کی مخالفت ہو جائے گی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بے شمار احادیث مروی ہیں جن میں عورتوں کے مخصوص مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اگر مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق ہوتا تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ضرور بیان فرماتیں مگر ایسی کوئی حدیث کتب احادیث میں نہیں جو مرد اور عورت کی نماز میں فرق بیان کرتی ہو لہٰذا مسلمان عورتوں کو مردوں کی طرح ہی نماز ادا کرنی چاہیے۔

سعودی عرب..... ایک اسلامی اور فلاحی مملکت

دنیا جانتی ہے کہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو نقشۂ عالم پر ایک نئی اسلامی وفلاحی مملکت کا ظہور ہوا جسے ''المملکة العربیة السعودیه'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے یہ ملک نجد وحجاز کے نام سے مختلف قبائل میں بٹا ہوا تھا۔ صحرائے عرب میں حجاج کرام کے قافلے لٹ جایا کرتے اور ان کی جان تک محفوظ نہ تھی۔ قبائل اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل پر آپس میں دست بگریباں رہتے تھے۔ لیکن جب مغفور الملک عبدالعزیزؒ آل سعود نے اس نئی مملکت کی بنیاد رکھی اور اس کی عنان اقتدار اپنے ہاتھ میں لی تو اس وقت انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان کے عزم مصمم، خلوص نیت اور جہود وسعی میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ اب مملکت کا دستور اور قانون ''اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ پھر چشم عالم نے دیکھا کہ بہت جلد ہی جزیرہ نمائے عرب میں امن وسکون کی صبح طلوع ہوئی۔ اس کے بعد نہ کوئی قافلۂ حجاج لوٹا گیا اور نہ ہی قبائل نے آپس میں لڑائی جھگڑے جاری رکھے۔ یہ ملک نفاذ اسلام کی برکت سے امن وسلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ ملک عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ تعالیٰ کی مساعی جمیلہ، قائدانہ صلاحیتوں، اولوالعزمی اور تدبر کا کرشمہ تھا کہ مملکت سعودی عرب اپنی موجودہ شکل میں تشکیل پذیر ہوئی جس نے توحید خالص کا پرچم تھام رکھا ہے، قبر پرستی اور دیگر خود ساختہ رسمیں ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔ اسلامی اقدار کی حکمرانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایات ونوازشات کی فراوانی ہے۔

۱۹۳۸ء میں جب ملک میں تیل کے ذخائر دریافت ہوئے تو پھر ملک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ حجاز مقدس اور حرمین شریفین کے حوالہ سے سعودی عرب کو مسلمانان عالم پہلے ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، جب تیل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوئی تو اپنے ملک کی ترقی کے ساتھ ساتھ غیر مسلم ممالک کی امداد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ سعودی عرب نے اپنے ملک میں علم کے فروغ کے لیے اپنی آمدنی یا بجٹ کا ۲۵% مختص کر رکھا ہے۔ تعلیم وتعلم کی ترقی کے لیے دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جس نے اپنے بجٹ سے اتنا بڑا حصہ مختص کر رکھا ہو۔ پاکستان میں کبھی بھی بجٹ میں ۵% سے ۷% سے زیادہ رقم علم وآگہی کے حوالہ سے نہیں رکھی گئی۔ آج سعودی حکومت کی علم دوستی اور شاندار پالیسی کی وجہ سے مسلم ممالک میں سب سے زیادہ شرح خواندگی سعودی عرب میں ہے۔ جہاں علم کا حصول نہایت ہی آسان بنا دیا گیا ہے اور ملک میں یونیورسٹیوں کا جال بچھا رکھا ہے۔

ایک دنیا اس امر کی معترف ہے کہ مملکت کے اس محل کو جس کی بنیاد شاہ عبدالعزیزؒ آل سعود نے رکھی تھی، بعد میں آنے والے قائدین نے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔ اب شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ عالم اسلام کے قائد ہیں۔ وہ مسلمانوں کو رشتۂ وحدت میں منسلک کرنے اور اسلامی اتحاد کو فروغ دینے کے لیے اپنی تمام تر مساعی جلیلہ بروئے کار لا رہے ہیں۔ انہوں نے دینی قدروں کے استحکام اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ملک وملت کو مزید ترقی کی راہوں پر گامزن کر دیا ہے۔ ان کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ جہاں انہوں نے دعوت الی اللہ کا علم تھام رکھا ہے وہاں حرمین شریفین کی توسیع وتزئین، نظافت وصفائی کے لیے خزانوں کے منہ کھول رکھے ہیں۔ حرم مکی کی موجودہ توسیع پر اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ موجودہ توسیع کے بعد امید ہے آئندہ پچاس برسوں تک کسی توسیع کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

سعودی عرب میں حج کے موقع پر حجاج کرام اور معتمرین کو بہت سی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ امن وامان، رسل ورسائل اور قیام وطعام کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ان ضیوف الرحمٰن کو ان کی مادری زبانوں میں دعوتی کتب، سی ڈیز، قرآن کریم (مترجم) مطبوعہ شاہ فہد قرآن کمپلیکس بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں۔ ان مخلصانہ کوششوں کے سبب بے شمار غیر مسلم بھی ان کتب وقرآن مجید تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ پھر حق واضح ہونے پر کفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں زندگی کا سفر شروع کر دیتے ہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مغرب میں اسلام کی مقبولیت اور احیاء میں سعودی عرب مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس نے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت اور درس وتدریس کے لیے

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
اولاد کے متعلق والدین کی ذمہ داری (خطبہ حرم)	6
حرمین شریفین..... (نظم)	9
سعودی عرب کا قومی دن	10
آب زم زم ..... (نظم)	11
الملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود	12
شاہ عبدالعزیزؒ... ایک انصاف پرور حکمراں	14
سعودی حکومت کی چند امتیازی خصوصیات	16
الشیخ محمد بن عبدالوہابؒ کا تصور سیاست	20
شاہ فہد قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ	23
مصلح عرب کی پرعزیمت گفتار	24
ناگہانی آفات سے نجات کیلئے اجتماعی توبہ	26
آغوش مادر یورڈنگ سکول	27
تبصرۂ کتب	28

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث''
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ وی پی	535/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
فی پرچہ	15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''دلسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

مبلغین، مدرسین اور داعی مقرر کر رکھے ہیں جن کی معقول خدمت کی جاتی ہے۔

سعودی عرب کے کارہائے نمایاں کی فہرست بڑی طویل ہے' ان سطور میں انہیں سمویا نہیں جا سکتا۔ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی دور اندیش و مدبرانہ اور دانشورانہ سوچ' معاملہ فہم اور صلح جو شخصیت نے ۹/۱۱ کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بننے والی فضا اور نفرت کے آتش کدے کو بجھانے کے لیے مکالمہ بین المذاہب کی صورت میں پانی ڈال دیا ہے۔ شاہ عبداللہ نے ۲۰۰۸ء میں بین المذاہب مکالمہ کی طرح ڈالی جس سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے خلاف نفرت کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ مغرب میں مسلم اقلیتوں کو درپیش خطرات سے بچانے میں مدد ملی۔

سعودی عرب' پاکستان کا دیرینہ اور مخلص برادر ملک ہے۔ اس کے ساتھ دین کی بنیاد پر گہرے اور لازوال رشتے قائم ہیں۔ اس نے ہر آڑے وقت پر پاکستان سے بھرپور تعاون کیا ہے۔ سوات اور آزاد کشمیر میں زلزلے' پھر یہاں کئی بار سیلابوں اور قیامت خیز بارشوں کے وقت سعودی عرب نے متاثرین کی خدمت میں تعاون کا حق ادا کر دیا۔ میاں نواز شریف کے گذشتہ دور میں جب حکومت نے ایٹمی دھماکہ کر کے اسلامی دنیا میں پہلا ایٹمی ملک ہونے کا اعزاز حاصل کیا تو مغربی ممالک نے پاکستان پر بہت سی پابندیاں عائد کر دیں۔ اس وقت سعودی عرب ہی تھا جس نے پاکستان کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے پٹرول فری دینا شروع کر دیا۔ اسی طرح دیگر اسلامی ممالک سے بھی بوقت ضرورت کسی تعاون و امداد سے گریز نہیں کیا۔ اس پر یہ کہہ سکتے ہیں ؎

چلے کسی پہ خنجر تڑپتے ہیں ہم امیر — سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

توحید کے علمبردار علماء وخطباء کے نام کھلا خط

ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستان کلمہ توحید کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ کاغذی طور پر اس نظریاتی اسلامی مملکت کو عملی طور پر کلمہ توحید کے سانچے میں ڈھالنا اہل توحید ہی کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح وطن عزیز کے مفادات کا تحفظ کرنا اور ملکی مفادات کے خلاف کام کرنے والوں پر نظر رکھنا یہ بھی ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ محترم خطباء کرام جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ سعودی عرب ہمارا انتہائی قریبی دوست ملک ہے پاک سعودی دوستی دیرینہ مضبوط اور ہمارے ملک کے انتہائی مفاد میں پاکستان کی تاریخ کے تمام معاشی و سیاسی بحرانوں میں سعودی عرب ہی وہ ملک ہے جسکا کردار انتہائی مخلص دوست کا رہا ہے۔ ہر مشکل میں سعودی عرب نے ہماری اخلاقی، سیاسی اور مالی مدد کی ہے۔ وطن عزیز کو ایٹمی دھماکہ کے وقت سعودی عرب اور وہاں کے حکمرانوں کا کردار بھی مسلمہ ہے۔ قدرتی آفات میں اہل وطن گواہ ہیں کہ سعودی عرب وہ واحد ملک ہے جو سب سے پہلے اور اعلانات سے آگے بڑھ کر عملی طور پر پاکستانیوں کی مدد کرتا ہے۔ سعودی عرب کے ساتھ ہمارا روحانی رشتہ بھی ہے۔ اللہ نے سعودی حکمرانوں کو مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات حرمین شریفین کی خدمت کا موقع دیا ہے اور اس خدمت کو وہ کما حقہ ادا کر رہے ہیں۔ اس پر دنیا بھر کے مسلمان گواہ ہیں جو حج وعمرہ کے موقع پر سعودی عرب کی میزبانی کا تجربہ کر چکے ہیں۔ عالم اسلام میں سعودی عرب وہ واحد ملک ہے جہاں حدود اللہ کا نفاذ ہے' جہاں عقیدہ توحید کا ریاستی سطح پر احترام کیا اور کروایا جاتا ہے۔ یہ ملک تمام عالم اسلام کے لیئے ایک ماڈل اسلامی ملک ہے۔ وہاں کی ریاست اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیئے بھی گرانقدر خدمات انجام دے رہی ہے۔

قابل احترام خطباء کرام یقیناً آپ نوٹ کر رہے ہونگے کہ پاکستان میڈیا میں ایک مخصوص لابی مسلسل پاک سعودی دوستی میں رخنہ ڈالنے کے لیئے سرگرم ہے۔ پاکستان کے خیر خواہ اور محسن سعودی حکمرانوں کے خلاف شر انگیز پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ غزہ پر رمضان المبارک سے شروع ہونے والی اسرائیلی بربریت پر اسرائیل کو تحفظ دینے کے لیئے انسانیت کے خلاف اسکے گھناؤنے ظلم کا ذمہ دار عرب حکمرانوں کو قرار دیا جا رہا ہے اور بالخصوص خادم الحرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو گھٹیا پروپیگنڈے کا ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ پاکستان اور خلیج میں مخصوص انقلاب کی توسیع کے لیے جو کوششیں کی جارہی ہیں عرب حکمرانوں کے خلاف یہ پروپیگنڈہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ عالمی صورتحال کو سمجھیں کہ اسلام دشمن قوتیں جس طرح خالص اسلام اور خالص عقیدہ توحید کو مسلمانوں میں اجنبی بنانے کے لیے سرگرم انھیں وجودی وشہودی توحید جو سراسر شرک پر مبنی ہے قابل قبول ہے۔

مسلمانوں میں تصوف کو فروغ دینا اور ایسی قوتوں کی سرپرستی کرنا عالمی طاقتوں کا ایجنڈہ ہے کیونکہ صوفی ازم سے ان قوتوں کا کوئی ٹکراؤ نہیں۔ سعودی عرب کا مثالی امن و امان اور معاشی استحکام عالمی قوتوں کو چبھتا ہے اور انھیں معلوم ہے مملکت سعودیہ کا یہ استحکام عقیدہ توحید کی وجہ سے ہے' اسی لیے یہ تمام قوتیں چاہتی ہیں کہ سعودی عرب اپنے ملک میں اور بالخصوص مسلمانوں کے مرکز حرمین شریفین میں شرک و بدعات کے دروازے کھول دے۔ سعودی عرب اور سعودی حکمرانوں سے ان کی پرخاش عقیدہ توحید ہی کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم دنیا میں ان قوتوں کے ساتھ کھڑے ہوں جو توحید کی علمبردار ہیں۔ ہم عملی طور پر کچھ نہ کر سکیں تو کم از کم دعاؤں کے ذریعے دنیا بھر کی توحیدی قوتوں کی مدد کریں۔ حضرات خطباء کرام میڈیا میں پاک سعودی عرب دوستی کے خلاف جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اس کے تدارک کے لیئے ہمیں بھی حق اور سچ واضح کرنے کے لیئے اپنی آواز اُٹھانی چاہیے یقیناً ہم میڈیا میں اتنی طاقت میں نہیں لیکن آپ کے پاس مسجد کے منبر جیسا طاقتور میڈیا موجود ہے جسکے استعمال کے لیے نہ پیسا چاہیے کچھ اور۔ مسجد کے میڈیا سے آپ وطن عزیز کو مخلص دوست سے محروم کرنے کی سازش کو بے نقاب کریں۔ پاکستان اور عالم اسلام کے لیئے سعودی عرب اور اسکے حکمرانوں کی خدمات کو بیان کر کے اس پروپیگنڈے کا توڑ کریں جو مخصوص لابی کر رہی ہے۔ شاید آپ کا میڈیا کمزور ہو لیکن جس اللہ کے لیئے یہ عمل آپ کریں گے وہ ذات ایسی ہے جس نے پتھر کے دور میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مخلصانہ آواز کو ساری دنیا میں پھیلا دیا تھا۔ امید ہے آپ اس حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے خطبات جمعہ، دروس قرآن و حدیث کی محافل اور جلسوں میں پاک سعودی دوستی کی ہمارے ملک کے لیئے جو اہمیت ہے اس کو واضح کرتے ہوئے اس دوستی میں اپنی گروہی اور فرقہ وارانہ سیاست کی وجہ سے رخنہ ڈالنے والے عناصر کی مذمت کریں گے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ (تحریر: جناب سید عامر نجیب)

احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com
رابطہ: نماز عصر تا نماز مغرب

حج کی اہمیت

سوال ہمارے ہاں کچھ لوگ صاحب حیثیت ہوتے ہیں اور جسمانی طور پر بھی حج کرنے کی ہمت رکھتے ہیں' لیکن اولاد کی شادی کا بہانہ بنا کر حج نہیں کرتے' ایسے لوگوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب تندرست اور صاحب حیثیت انسان پر عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہے وہ اس کا حج کرے۔'' (آل عمران: ۹۷) نیز حج' دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے..... ان میں سے ایک حج بیت اللہ ہے۔'' (بخاری' الایمان: ۸)

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔'' (مسلم' الحج: ۱۳۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے ایک مرفوع روایت کے یہ الفاظ ہیں: ''حج ایک مرتبہ تو فرض ہے اور جس نے زیادہ کیا تو وہ نفلی حج ہے۔'' (ابوداود' المناسک: ۱۷۲۱)

ان احادیث کے پیش نظر ہمارا رجحان یہ ہے کہ صاحب استطاعت مسلمان پر حج کرنا فرض ہے اور اس کی ادائیگی میں سستی نہ کرے اور جس قدر ہو سکے جلدی اس فرض کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کے سامنے کوئی بھی ایسی ضرورت آ سکتی ہے جو حج بیت اللہ سے رکاوٹ کا باعث ہو' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حج کی طرف جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کسی کو اس کا علم نہیں جو اسے پیش آنے والا ہے۔'' (مسند الامام احمد: ج ۱' ص ۳۱۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حج کرنا چاہتا ہو وہ جلدی کرے کیونکہ اسے کوئی بیماری لاحق ہو سکتی ہے' سواری گم ہو سکتی ہے یا کوئی اور حاجت پیش آ سکتی ہے۔'' (ابن ماجہ' المناسک: ۲۸۸۳)

بچوں کی شادی کا بہانہ بنانا محل نظر ہے' یہ قطعی طور پر حج بیت اللہ سے تاخیر کا باعث نہیں بننا چاہیے' امید ہے کہ حج بیت اللہ کے بعد دوسری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ خود سبب پیدا کر دے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا ایک فرمان ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے' آپ نے ایک دفعہ اپنے ایک ارادے کا اظہار کیا کہ میں ان شہروں کی طرف کچھ آدمی روانہ کرنا چاہتا ہوں جو ہر ایسے شخص کو دیکھ کر اس پر جزیہ مقرر کر دیں جس نے طاقت کے باوجود حج نہیں کیا کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔'' (بیہقی: ج ۴' ص ۳۳۴)

بلند آواز سے تلبیہ کہنا

سوال حج یا عمرہ کے موقع پر با آواز بلند تلبیہ کہنا مستحب ہے' کیا عورتیں بھی مذکورہ تلبیہ با آواز بلند کہیں گی یا وہ آہستہ آواز سے کہیں؟ کتاب وسنت میں اس کے متعلق کیا حکم ہے' وضاحت سے لکھیں۔

جواب اس میں شک نہیں کہ عمرہ یا حج کے موقع پر با آواز بلند تلبیہ کہنا مشروع ہے' جیسا کہ حضرت سائبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ساتھیوں کو با آواز بلند تلبیہ کہنے کا حکم دوں۔'' (ابن ماجہ' المناسک: ۲۹۲۲)

اونچی آواز سے تلبیہ کہنا بہت فضیلت رکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا ''کونسا حج افضل ہے'' تو آپ نے فرمایا: ''جس میں بلند آواز سے تلبیہ پکارا جائے اور قربانی کا خون بہایا جائے۔'' (ترمذی' الحج: ۸۲۷)

حج سے متعلق اس حکم میں مرد اور عورتیں سب برابر ہیں تاہم کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ خواتین آہستہ آواز سے تلبیہ کہیں کیونکہ سیدنا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تلبیہ کہتے وقت اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔'' (بیہقی: ج ۵' ص ۴۶)

لیکن یہ روایت عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الخیاط کے ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ (محلی ابن حزم: ج ۷' ص ۹۵) اس روایت کے مقابلے میں حضرت عائشہؓ کا موقف ہے کہ وہ با آواز بلند تلبیہ کہنے کی فاعل اور قائل ہیں' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نفر کی رات سیدنا امیر معاویہؓ باہر نکلے تو انہوں نے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی آواز سنی' آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں

نے بتایا کہ یہ سیدہ عائشہؓ ہیں۔ انہوں نے مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا' سیدہ عائشہؓ سے جب اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اگر وہ مجھ سے پوچھتے تو میں انہیں اس کا جواب دیتی۔'' (محلی ابن حزم: ج ۷' ۹۵) حافظ ابن تیمیہؒ نے اس سلسلہ میں اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ عورت بھی اس قدر بلند آواز سے تلبیہ کہے کہ اس کے ساتھ والی عورتیں اسے سن لیں۔ (مجموع الفتاویٰ ج ۲۶' ص ۱۱۵)

رمل کی حقیقت

سوال عمرہ اور حج کے پہلے طواف میں رمل کیا جاتا ہے' اس کی کیا حیثیت ہے' کیا خواتین بھی اس طواف میں رمل کر سکتی ہیں' نیز بتائیں کہ یہ کہاں سے کہاں تک کرنا چاہیے۔

جواب طواف قدوم کرتے وقت پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑنا ''رمل'' کہلاتا ہے۔ اس کا آغاز یوں ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ محمد ﷺ آئے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جنہیں یثرب یعنی مدینہ طیبہ کے بخار نے کمزور و ناتواں کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں ذرا تیز چل کر اپنی قوت کا اظہار کریں اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلیں' جب مشرکین نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ طاقتور ہیں۔ (ابوداود' المناسک: ۱۸۸۶)

اگرچہ اس وقت یہ رمل ایک خاص مقصد کے پیش نظر شروع ہوا تھا اور آج کل وہ صورت حال نہیں تاہم پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رمل کو ترک نہیں کیا جا سکتا تاکہ عروج اسلام کا دور بھی یاد رہے۔ چنانچہ سیدنا عمرؓ نے بھی فرمایا: ''اگرچہ اب وہ صورت تو نہیں لیکن اس کے باوجود ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہد رسالت میں کیا کرتے تھے۔'' (مسند الامام احمد: ج ۱' ۴۵)

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر بھی طواف قدوم کرتے ہوئے رمل کیا تھا۔ حالانکہ اس وقت مشرکین کو کچھ دکھانا مقصود نہیں تھا۔ اس وقت صرف اتباع کے پیش نظر رمل کیا گیا' یہی وجہ ہے کہ اس موقعہ پر حجر اسود سے حجر اسود تک پورے چکر میں رمل کیا گیا۔ (ابوداود' المناسک: ۱۸۹۱)

یاد رہے کہ رمل صرف طواف قدوم میں ہے' طواف زیارت یا طواف وداع میں رمل نہیں ہوتا۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ (ابوداود' المناسک: ۲۰۰۱) عورتوں کے لیے رمل کرنا مشروع نہیں' چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اے خواتین! تمہارے ذمے رمل نہیں ہے۔'' (بیہقی: ج ۵' ص ۸۴) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔ (بیہقی: ج ۵' ص ۸۴)

بہرحال مردوں کے لیے آج بھی رمل مشروع ہے اور طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں کرنا چاہیے' خواتین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ واللہ اعلم!

طواف افاضہ میں تاخیر

سوال طواف افاضہ میں کسی حد تک تاخیر کی جا سکتی ہے' نیز بتائیں کہ طواف افاضہ کے لیے احرام ضروری ہے یا اسے عام کپڑے پہن کر بھی کیا جا سکتا ہے۔

جواب ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جب حجاج کنکریاں مار کر فارغ ہو جاتے ہیں تو احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے' عورتوں کے پاس جانے کے علاوہ ہر چیز جائز ہو جاتی ہے۔ اگر مغرب سے پہلے پہلے طواف افاضہ نہ کر سکے تو دوبارہ احرام پہن لیا جائے' جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ ہمیں اس دن میں رخصت ہے کہ تم جب جمرہ کو کنکریاں مار لو تو حلال ہو جاؤ یعنی ہر اس چیز سے جو تم پر حرام کی گئی ہے سوائے بیویوں کے' اگر بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے شام ہو جائے تو تم پھر سے محرم ہو جاؤ گے جیسا کہ تم کنکریاں مارنے سے پہلے تھے حتی کہ اس کا طواف کر لو۔'' (ابوداود' المناسک: ۱۹۹۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دسویں تاریخ کو شام تک حاجی طواف افاضہ نہ کر سکا تو اسے دوبارہ احرام کی حالت میں آ جانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت وہب بن زمعہؓ نے رمی جمار کے بعد احرام اتار دیا تھا لیکن مغرب سے پہلے پہلے طواف افاضہ نہ کر سکے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قمیص اتار دینے کا حکم دیا یعنی دوبارہ احرام پہننے کے متعلق فرمایا۔ اس امر میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ طواف افاضہ کس حد تک مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے رجحان کے مطابق طواف افاضہ ایام تشریق میں کر لینا چاہیے۔ اس سے زیادہ مؤخر نہ کیا جائے' چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''دسویں تاریخ کو مکہ آئے اور طواف افاضہ اسی دن کرے' اس کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ ایام تشریق تک اسے کر لے' اس کے بعد تک مؤخر کرنا محل نظر ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ج ۲۶' ص ۱۳۸)

بہرحال بہتر ہے کہ حجاج کرام دسویں تاریخ کو طواف افاضہ کر لیں' بصورت دیگر ایام تشریق تک اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم!

❀❀❀❀❀

اولاد کے متعلق والدین کی ذمہ داری

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ

مترجم —— جناب حافظ محمد سرور —— نظرثانی —— جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد:

اے بندگانِ الٰہی! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ کا ڈر پروردگار کی طرف جانے، زندگی کو سعادت سے ہمکنار کرنے اور اعمال سنوارنے کے لیے بہترین سروسامان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ان نعمتوں کے مقابلے میں ان پر ذمہ داری عائد کی ہے۔ ان دونوں باتوں کے درمیان ایک مضبوط بندھن ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس ذمہ داری کو نبھایا جائے اور اسے اس طریقے سے ادا کیا جائے جو اللہ کو پسند ہے، جس پر وہ بہترین جزا عطا فرماتا ہے، نیک نامی عطا کرتا ہے اور نعمتوں کی برکھا برساتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر آدمی کو نگہبان قرار دیا ہے ان تمام لوگوں کا جو اس کے ماتحت ہیں، جن کی نگہبانی اسے سونپی گئی ہے اور جن کی ذمہ داری اور اصلاح کا کام اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ آدمی یہ ذمہ داری ادا کر کے اس نعمت کے دوام، فضل کامل اور مدح وستائش کی سزاواری کی منزل پا سکتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر کوئی اپنی رعایا کا ذمہ دار، چنانچہ فرمانروا بھی نگہبان ہے اور اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ، ایک عام شخص بھی اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے اور اپنی رعایا کا ذمہ دار، عورت اپنے خاوند کے گھر میں نگہبان ہے اور اپنی رعایا کے متعلق جوابدہ، خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کا جوابدہ، اسی طرح ایک بیٹا اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کا جوابدہ، یوں ہر کوئی نگہبان ہے اور ہر کسی سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جانے والا ہے۔''

یاد رکھیے کہ امانت کی بہت ساری اقسام اور انواع ہیں لیکن ان میں سب سے اعلیٰ اور عظیم امانت اولاد کی امانت ہے، خواہ بچے ہوں یا بچیاں۔ یہ سب سے پاکیزہ نعمت ہے کیونکہ اولاد دل کا چین، سینے کی ٹھنڈک، جگر کا ٹکڑا اور دنیوی زندگی کی زینت وآرائش ہوا کرتی ہے۔

دلوں کے لیے اس سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں کہ اولاد نیک ہو اور اس سے بڑی بے چینی کوئی دوسری نہیں کہ اولاد بگڑ جائے۔ اولاد اللہ کی ایک امانت ہے جو وہ ماؤں اور باپوں کے سپرد کرتا ہے اور انہیں اس کا محافظ بناتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اس امانت میں خیانت کرنے یا اسے ضائع کر دینے پر تنبیہ بھی کرتا ہے جبکہ اس امانت کو ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق پورے نہ کیے جائیں یا ان کے متعلق اپنی ذمہ داری نہ نبھائی جائے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَـٰنَـٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (الأنفال: ۲۷، ۲۸)

''اے ایمان لانے والو! جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرو، اپنی امانتوں میں غداری کے مرتکب نہ ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامانِ آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجر دینے کے لیے بہت کچھ ہے۔''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے، جیسا کہ امام ابن جریرؒ نے بھی بیان کیا ہے کہ

''اللہ کے عطا کیے ہوئے مال اور اس کی نوازی ہوئی اولاد تمہارے لیے آزمائش اور امتحان ہے تاکہ وہ معلوم کر لے کہ تم ان نعمتوں کے سلسلے میں اللہ کا حق کس طرح نبھاتے ہو اور ان کے معاملے میں اللہ کے امر اور نہی کی کس طرح سے پابندی کرتے ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ نے دنیوی زندگی میں تمہاری آزمائش کے لیے تمہیں مال اور اولاد کی جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ان کے سلسلے میں اللہ کے نفی اور اثبات پر مشتمل احکام اگر نبھاؤ گے تو تمہارے لیے بے پناہ ثواب اور اجر ہے، ان نعمتوں کے سلسلے میں اللہ کی پابندیوں پر پورے اترو گے تو آخرت میں تمہیں اللہ کی جانب سے فراواں ثواب عطا کیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے جہاں والدین کے ساتھ ہر انداز سے نیکی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ نیکی کرو۔''

وہیں والد کو بھی حکم دیا ہے کہ اپنے ساتھ نیکی کے سلسلے میں اپنے بچے کی مدد کرے، چنانچہ والد کو چاہیے کہ اسے کوئی ایسا حکم نہ دے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو یا جس کی ادائیگی اس کے لیے بے حد مشکل ہو۔ والد کو چاہیے کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائے جنہیں صرف اپنے حقوق کا پتا ہوتا ہے جبکہ دوسروں کے لیے اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض کی انہیں کوئی پروا نہیں ہوتی، کیونکہ یہ ناپ تول میں کمی جیسا معاملہ ہے اور مومن کو چاہیے کہ اس سے اسی طرح بچے جیسے ناپ تول میں کمی سے بچنا چاہیے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا عادی بنانے کے لیے اولاد کی سب سے بڑی مدد یہ ہے کہ بچے ہوں یا بچیاں ان کے ساتھ پیار، محبت اور شفقت سے پیش آیا جائے۔ مشفق اور مہربان نبی ﷺ کی سیرت ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ جنہیں اللہ نے ہمارے لیے بہترین نمونہ اور اسوہ قرار دیا ہے۔

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے ایک بار آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے تو اس نے بہ تعجب کہا:

''میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی ایک کو بھی نہیں چوما۔''

تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

''جو رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ

''اگر اللہ نے تیرے دل کو شفقت سے خالی کر دیا ہے تو اس میں میرا کیا اختیار؟!'' (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''آنکھ رو رہی ہے اور دل اداس ہے لیکن بات ہم وہی کہتے ہیں جو پروردگار کو اچھی لگے اور اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! ہم تیری جدائی پر دل گرفتہ ہیں۔''

(بخاری)

آپ ﷺ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو پکڑتے اور فرماتے:

''اے اللہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما۔'' (بخاری)

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

''اے اللہ! میں ان دونوں پر شفقت کرتا ہوں چنانچہ تو بھی ان پر رحم فرما۔''

اے بندگانِ الٰہی! اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک سکھانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے مابین عدل و مساوات سے کام لیا جائے۔

جب ایک بار حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے نعمان کو لے کر آئے تھے اور فرمانے لگے تھے کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور عطیہ دیا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی ساری اولاد کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ''نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اللہ سے ڈرو اور اولاد کے معاملے میں عدل کیا کرو۔'' یہ سن کر حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے وہ عطیہ واپس لے لیا۔

اس حدیث کی کچھ اَسناد میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا تھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری ساری اولاد تمہارے ساتھ یکساں انداز سے حسن سلوک کرے؟ انہوں نے جواب دیا تھا کہ ''کیوں نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''پھر ایسا نہ کرو۔''

کچھ اسناد میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔'' (بخاری و مسلم)

اس لیے اولاد کے درمیان عطیہ کے معاملے میں عدل کرنا اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دینا انہیں حسن سلوک پر چلانے کا سبب ہے اور اس طریقے سے والدین کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے جھگڑوں اور لڑائیوں کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ طرز عمل اولاد کے ساتھ سچی محبت کی بھی دلیل ہے۔

یاد رکھیے کہ اولاد کے ساتھ محبت کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے بالخصوص یہ کہ انہیں نیکی کی بات بتائی جائے اور ان کے اندر نیک روی کی عادت کو پختہ، مستحکم اور استوار کیا جائے۔

محبت کا ایک نمایاں انداز یہ ہے کہ اولاد کو نیکی کا اچھا بدلہ بتا کر اس میں نیکی کی محبت پیدا کی جائے اور برائی کا برا انجام بتاتے ہوئے اس سے متنفر کیا جائے اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے قول اور فعل میں تضاد کو مکمل طور پر ختم کیا جائے کیونکہ اس سے بڑا نقصان اور کوئی نہیں کہ

''آدمی کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرے۔ قول و فعل کا تضاد تعمیر کے بعد تخریب اور استحکام کے بعد شگاف ڈالنے کے مترادف ہے۔''

یہ بھی یاد رکھیے کہ بچوں اور بچیوں کیساتھ محبت کا ایک نمایاں تقاضا یہ ہے کہ ان کی صحبت اور رفاقت پر نظر رکھی جائے۔ نبی کریم ﷺ کی اس بلیغ مثال کے بموجب کہ

''اچھے ساتھی کی مثال کستوری فروش کی طرح اور برے ساتھی کی مثال بھٹی جھونکنے والے کی مانند ہے۔ کستوری فروش یا تمہیں کستوری دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے یا کم از کم تمہیں اس سے اچھی خوشبو آئے گی لیکن بھٹی جھونکنے والا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے بدبو آئے گی۔'' (بخاری و مسلم)

اس حدیث مبارکہ سے اچھے ساتھی کی اہمیت کا پتا چلتا ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی صحبت کس قدر مفید اور مؤثر ہوتی ہے جبکہ دوسری جانب یہ بھی پتا چلتا ہے کہ برے ساتھی کی صحبت کس قدر نقصان دہ اور خطرناک ہے بالخصوص ایسے وقت میں کہ جب ہر جانب باطل کے جھنڈے لہرا رہے ہوں، گمراہی اور بے راہروی کا دور دورہ ہو اور جہنم کے دروازوں پر لوگوں کو اپنی جانب بلانے والے بیٹھے ہوں کہ جو ہر اس آدمی کو جہنم میں گرا رہے ہوں جو ان کی بات مان لے۔

برے ساتھی سنگین خطرات اور مہلک برائیاں لیے ہوئے ہیں اور ہر کم فہم، بے عقل اور نو عمر کو ان برائیوں میں الجھا رہے ہیں، ایسے کم فہم اور نو عمر جن کا علم ابھی کم ہے، کسی بات کا تجربہ نہیں جنہیں بہکانا آسان ہے اور جن کے لیے ایسے نعرے اور دعوے بڑے پرکشش ہوتے ہیں جن پر نہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل ہوتی ہے اور نہ سلف صالحین کے عمل سے، ایسے جھوٹے اور بے بنیاد نعرے جو مختلف جماعتوں، تنظیموں اور گروہوں کی جانب سے ابھارے جاتے ہیں اور ان تنظیموں کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کریں، دین کے خلاف منصوبے بنائیں، دین سے لوگوں کو دور اور متنفر کریں، ایسے گروہ جن برائیوں، گناہوں اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں انہیں اسلام کی طرف وہی شخص منسوب کرتا ہے جو اسلام سے بالکل جاہل ہو یا اسلام کا دشمن ہو، جس کا مقصد فتنے کھڑے کرنا، انہیں پھیلانا، اپنے نفس کی پیروی کرنا اور شیطان کے پیچھے چلنا ہوتا ہے۔

کیونکہ ایسے شخص کو شیطان جماعت اور فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچ لینے کا سبق پڑھاتا ہے اور پھر اسے نبی کریم ﷺ کی اس تنبیہ کی کوئی پروا نہیں رہ جاتی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''جو آدمی فرمانبرداری چھوڑ دے اور جماعت سے علیحدہ ہو جائے، پھر اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ جو شخص کسی بے شناخت جھنڈے کے نیچے جنگ میں شریک ہوا، عصبیت کے لیے غضب میں آیا، عصبیت کی دعوت دی اور عصبیت کی نصرت میں مارا گیا تو اس کا لڑنا مرنا جاہلیت میں ہے اور جس

شخص نے میری امت کے خلاف خروج کیا، ہر نیک اور بد کو مارتا رہا، اہل ایمان کا احترام نہ کیا اور کسی معاہدے کی پاسداری نہ کی تو میرا اس سے اور اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔'' (مسلم)

فتنوں سے متعلق حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے جو مشہور حدیث منقول ہے، اس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نشانیاں پوچھیں جو لوگوں کو جہنم کی جانب بلاتے ہیں تو نبیٔ رحمت وہدایت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''وہ ہمارے جیسے ہی لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبانیں بولتے ہوں گے۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں ان لوگوں کو پا لوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت اور ان کے فرمانروا سے چمٹے رہنا۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ اگر ان کی کوئی جماعت اور کوئی فرمانروا نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''پھر ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا خواہ کسی درخت کی جڑ چبا کر ہی گزارا کرنا پڑے اور موت تک اسی روش پر قائم رہنا۔'' (بخاری ومسلم)

اس لیے اے بندگانِ الٰہی! اللہ سے ڈرو اور تمہیں بیٹوں اور بیٹیوں کی شکل میں جس امانت کی نگہداشت اور پاسبانی سونپی گئی ہے اس کا خیال رکھو، ان کی اچھی تربیت کرو، نیکی کی راہ میں ان کی مدد کرو اور انہیں خطرات سے بچاؤ' بالخصوص برے دوستوں کے خطرے سے کہ جو بگاڑتے ہیں سنوارتے نہیں اور جو امین نہیں بلکہ خائن ہوتے ہیں۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

اے بندگانِ الٰہی! علماء کہتے ہیں کہ وقت اور جگہ کے بدلنے سے تربیت کا انداز بھی بدل جاتا ہے کیونکہ جو طریقہ ایک قوم کے لیے موزوں ہو، وہ بعض اوقات دوسری قوم کے لیے موزوں نہیں ہوتا اور جو طریقہ ایک جگہ کے لیے مناسب ہو، ضروری نہیں کہ دوسری جگہ بھی وہی مناسب ہو۔ عقل مند وہی ہے جو ہر مقام کے لیے علیحدہ بات اور ہر وقت کے لیے علیحدہ طریقہ رکھتا ہو۔

کچھ والدین کے اس طرزِ عمل کو شفقت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ بے جا نرمی کرتے ہیں، انہیں ذمہ داری سے آزاد کر دیتے ہیں اور شتر بے مہار کی طرح آزاد چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں اور جیسے چاہیں پروان چڑھتے رہیں۔ وہ انہیں سونے اور چاندی کی پوشاکیں پہناتے ہیں' انہیں بیش قیمت کھلونے مہیا کرتے ہیں، ان کی کوئی مانگ رد نہیں کرتے اور انہیں کسی شے سے محروم نہیں رہنے دیتے اگرچہ ان کی اپنی تنگ دستی ظاہر وباہر ہو۔

اس طرزِ عمل سے بچے نازک اندام بن جاتے ہیں ان کے اندر نہ کسی مشکل پر صبر کرنے کا مادہ ہوتا ہے اور نہ کسی پریشانی کا سامنا کرنے کا حوصلہ، جو کچھ میسر ہو وہ اسے کافی نہیں سمجھتے اور نہ کسی نعمت پر شکر ادا کرتے ہیں، اگر ثروت مند ہو جائیں تو فضول خرچی پر اتر آتے ہیں اور اگر تنگدست ہوں تو مفلوک الحال مسکینوں کا سا رویہ اپناتے ہیں، ایسے بچے بدنی اعتبار سے ناتواں ہوتے ہیں اور ہلکی سی پریشانی پر حوصلے پست کر لیتے ہیں، ان کے سینوں میں کشادگی نہیں ہوتی اور ایک ذرا کپڑے میلے ہو جائیں، کھانے میں دیر ہو جائے تو آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

بری تربیت، جھوٹی محبت اور کھوٹی شفقت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے اس لیے بہتر راستہ درمیان ہی کا راستہ ہے کیونکہ دوسری طرف جو آدمی اپنی اولاد پر بھی شفقت نہ کرے، وہ کسی پر بھی شفقت نہیں کر سکتا۔

اے اللہ! تمام امور میں ہمارا انجام اچھا بنا دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارا دین سدھار دے جو ہماری پناہ گاہ ہے، ہمارے لیے ہماری دنیا سنوار دے جس میں ہماری معاش ہے، ہمارے لیے ہماری آخرت سنوار دے جہاں ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ زندگی کو ہمارے لیے ہر بھلائی میں اضافے کا اور موت کو ہر برائی سے راحت کا ذریعہ بنا۔ آمین!

❀❀❀❀❀

بقیہ سعودی عرب کا قومی دن

خطرناک سیلابوں کی تباہ کاریوں تک، سعودی بھائیوں کی معاونت شامل حال رہی ہے۔ 30 لاکھ افغان مہاجرین کا بوجھ بانٹنے سے لے کر ایٹمی دھماکوں کے بعد لگنے والی عالمی پابندیوں کے دوران میں سکون فراہم کرنے تک بے مثال اعانت، پاک سعودی لازوال دوستی کی کہانی سناتی ہے۔

وہ کون سا لمحہ و مرحلہ ہے کہ جب پوری دنیا میں سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر سعودی عرب اور اس کے مخلص ومحب، آگے نہیں بڑھے اور بڑھ کر اپنی فراخ بانہوں میں پاکستانیوں کو نہیں سمیٹا، اپنے سینے سے نہیں لگایا۔

پاک سعودیہ بے لوث دوستی کی تاریخ بڑی گہری اور نہایت نمایاں ہے۔ جریدۂ عالم پر ثبت یہ دوستی اور تعلق کی یہ داستاں دونوں ملکوں کے عوام وخواص کو ''یک جاں دو قالب'' کر چکی ہے۔ اب دونوں کے سکھ بھی سانجھے ہیں اور دکھ بھی۔

عقیدت ومحبت کے مرکز ومحور اور پاکستان کے مخلص محسن ملک سعودی عرب کا ۸۴ واں ''الیوم الوطنی'' (قومی دن) خوشیاں سمیٹے نمایاں ہو رہا ہے تو سعودی عرب کے رہنے والوں کی طرح اہل پاکستان بھی نہایت شاداں و فرحاں ہیں۔ ان کے دل بھی اپنے سعودی بھائیوں کی طرح معطر ومنور ہو رہے ہیں۔ ان کی زبانوں پر وہی نیک جذبات نغموں کی صورت رواں ہیں جو تمناؤں کی صورت، ان کے دلوں کے نہاں خانوں میں موجزن ہیں کہ ''حالات کی تمام تر کٹھنائیوں میں حجازِ مقدس کی سرزمین بہرحال تقدس آفریں اور بہار فزا ہی رہے، کوئی لمحۂ تلخ اور سیاہ شائبہ تک اس کی فضاؤں میں جگہ نہ پائے۔''

خصوصاً موجودہ حالات میں کہ ''جب شام ومصر اور ایران وعراق کے حالات کے بہانوں سے عالمی سازشیں اپنے جال پھیلا رہی ہیں، ہر پاکستانی اپنے دل کو ''دست بدعا'' بنائے سعودی عرب اور حجاز مقدس کی ہر حال میں، خیر مانگ رہا ہے اور دہائی دے رہا ہے کہ ہماری جانیں تک اس مقدس سرزمین پر قربان، ہم اپنے لہو سے وہاں کے چراغوں کو روشن رکھیں گے'' کہ

ہم پاسباں اس کے وہ پاسباں ہمارا

حرمین الشریفین

از: جناب علیم ناصریؒ

نکلا تھا جب عرب سے یہ کارواں ہمارا
تھا بس الٰہنا اللہ وردِ زباں ہمارا

صحرا و بحر و بر تھے زیرِ قدم ہمارے
ہر سمت موجزن تھا سیلِ رواں ہمارا

رستہ نہ روکتے تھے صحرا و دشت و دریا
ہوتا نہ تھا مزاحم کوہِ گراں ہمارا

خاکِ وطن کو نسبت ارضِ حجاز سے ہے
جاں ہے یہاں ہماری دل ہے وہاں ہمارا

لاہور بھی ہے اپنا، اپنا حریمِ مکہ
یہ ہے زمیں ہماری وہ آسماں ہمارا

مکہ مکرمہ ہے جائے اماں ہماری
اللہ کا وہ گھر ہے آرامِ جہاں ہمارا

پھیلی ہوئی ہے ہر سو اس کے گلوں کی خوشبو
شاداب ہے ہمیشہ وہ گلستاں ہمارا

آنکھوں کا نور ہے وہ، اور نخلِ طور ہے وہ
دارالسرور ہے وہ دارالاماں ہمارا

جھکتی ہے ہر قدم پر اُس میں جبیں ہماری
خوب آشنا ہے ہم سے وہ آستاں ہمارا

دھڑکن ہمارے دل کی ہے شہرِ پاک طیبہ
ہم جاں نثار اس کے وہ دلستاں ہمارا

اُس کی گلی گلی ہے پامالِ پائے احمدؐ
ایک ایک نقش اس کا گنجِ گراں ہمارا

ہم کو ہے اس سے الفت، الفت ہے اس کو ہم سے
ارشاد مصطفیٰؐ کا ہے حرزِ جاں ہمارا

لہرا رہے ہیں ہر سُو دینِ ہدیٰ کے پرچم
پہچانتی ہے دنیا قومی نشاں ہمارا

سعودی عرب کا قومی دن!

تحریر
جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری

حجاز مقدس ہماری عقیدتوں کا محور اور روحانیت کا مرکز ہے۔ ہمارے دل اس کی محبت میں دھڑکتے ہیں، اس سے تعلق خاطر ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ دل و دماغ کی تمام وسعتیں، گہرائیاں اور حرمین شریفین کی محبت سے معمور روح کی ساری پنہائیاں اس سے لبریز ہیں۔

مکہ و مدینہ ہی تو وہ دو شہر ہیں جو ہماری دنیا و آخرت میں جینے کا ساماں لئے ہوئے ہیں۔ دونوں وہ عظیم مقدس شہر کہ جن سے وابستگی دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی کا باعث و ضامن اور جن سے جنت، بہرحال متعلق و لازم قرار پائی ہے۔ ایک وہ شہر (مکہ مکرمہ) کہ جہاں سے معراج کی رات پرواز اڑی اور جنتوں تک جا پہنچی اور دوسرا وہ شہر (مدینہ منورہ) کہ جہاں جنت لا کر رکھ دی گئی ہے۔

ایک وہ شہر (مکہ مکرمہ) کہ جہاں سر جھک جھک جاتے ہیں اور دوسرا وہ شہر (مدینہ منورہ) کہ جہاں دل، والہ و شیدا ہو ہو جاتے ہیں۔ ایک جلال حقیقی کا مظہر، دوسرا جمال حقیقی کا عکاس.....!

دونوں کے دونوں شہر اہل ایمان کا مرکز و محور، عقیدتوں اور محبتوں کی آماجگاہ کہ جو ان کی زیارت نہیں کر پایا وہ زیارت کو ترستا رہتا ہے اور جو ان کی زیارت سے ہم کنار ہو گیا، وہ محبت و ہجرت میں، بار بار دیکھنے کو میں تڑپتا رہتا ہے.....!

حرمین شریفین سے تعلق خاطر اور دونوں کی محبت و عقیدت، باعثِ ایمان ہی نہیں، عین ایمان بھی ہے اور ان مقدس شہروں کی محبت ہی نہیں ان کے رہنے والوں سے محبت بھی سکینت و عقیدت کا باعث قرار پائی ہے۔ کسی کہنے والے نے خوب کہا تھا

ایا ساکنی اکنافِ طیبه، کلکم
الی القلب من اجل الحبیب حبیب

''اے شہر طیبہ کے رہنے والو! تم سب کے سب میرے دل کی محبت کی آماجگاہ ہو، تم میرے محبوب ہو، اس لیے کہ تم میرے محبوبؐ عالی وقار کے شہر کے رہنے والے ہو۔''

سعودی عرب، میرے محبوبؐ کے شہروں والی سرزمین، حجاز مقدس کو محیط، حرمین شریفین پر مبنی اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے منور و معطر خطۂ ارضی پر مشتمل ہے۔ محبت و عقیدت کے مرکز و محور کے طور پر بھی یہ مملکتِ عظیم، ہماری عزت و احترام کے لائق اور مستحق ہے۔

سعودی عرب کے حکمران، جس اخلاص اور فراخ دلی سے اسلام کی خدمت اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی معاونت کرتے ہیں، اس کے باعث بھی ہمارے خراجِ تحسین و عقیدت کے حق دار قرار پاتے ہیں۔ جبکہ بحیثیت پاکستانی ہم پر سعودی عرب کا اکرام یوں بھی لازم ہے کہ پوری دنیا میں مملکتِ خداداد پاکستان سے مخلصانہ دوستی جس طرح سعودی عرب نے نبھائی ہے اور نبھا رہا ہے، وہ کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔

سعودی عرب نے ہر مشکل مرحلہ اور کٹھن وقت میں سب سے پہلے، سب سے زیادہ اور سب سے آگے بڑھ کر پاکستان اور پاکستانیوں کی دل جوئی کی ہے۔ کوئی خوشی کا موقع ہو یا غمی کا مرحلہ، سعودی عرب ایک سچے دوست، مخلص معاون اور بے لوث محسن کے روپ ہی میں دکھائی دیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ سعودی عرب کے عوام و خواص حتیٰ کہ حکمران خاندان کے تمام افراد بھی پاکستان کو اپنے ملک، اپنے گھر کی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔ پاکستان کی خوشی کو اپنی خوشی اور پاکستانیوں کے دکھ کو اپنا دکھ قرار دیتے ہیں۔ ان کے اخلاص ہی کا پرتو ہے کہ پاکستانیوں کے دل بھی سعودیوں کے دل کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔

سعودیوں کی پاکستان اور اہل پاکستان سے محبت کا عالم کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کے وہ الفاظ سنہرے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہیں کہ جو انہوں نے اپنے دورۂ پاکستان کے موقع پر (لاہور کی ایک تقریب میں) کہے تھے کہ ''پاکستان ہمارا دوسرا گھر ہے، ہمیں یہاں آ کر روحانی خوشی ہوتی ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات آسمانوں سے زیادہ بلند، پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور سمندروں سے زیادہ گہرے ہیں۔''

پاکستان سے سعودیوں کی محبت و تعلق کی مضبوطی اور گہرائی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں، اس کو سمجھنے کے لیے جذبات کی خوشبودار ان یادوں کو سمیٹنا اور پرکھنا پڑے گا جو پاکستان کی مشکلات اور آفاتِ ارضی و سماوی کے مواقع پر اہل حجاز کے رویوں سے مترشح ہوئیں۔ پاکستان اور پاکستانیوں کے قدم بہ قدم، شانہ بہ شانہ بلکہ دم بہ دم، سعودیوں کو چلتے اور سانس لیتے، دیکھنے والے، سعودی عرب کی محبتوں اور معاونتوں سے انکار کیونکر کر سکتے ہیں؟

پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دینے والا، عظیم سعودی حکمران شاہ فیصل شہید پاکستان کے دولخت ہونے پر (سقوطِ ڈھاکہ کے وقت) جس طرح دھاڑیں مار مار کر رویا تھا، اس طرح تو شاید خود پاکستان کا کوئی ذمہ دار حکمران یا سیاستدان بھی نہ رویا ہو..... مرحوم سعودی شاہ کی یہ دل گرفتگی اور گریہ زاری، پاکستان سے تعلق خاطر اور جذباتی وابستگی کی اس پُرعظمت داستان کی گواہی ہے کہ جس کو فضائے بسیط میں وسیع اور تاباں، خود خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ دیکھ رہے ہیں اور جس کی عملی شہادت پاکستان میں موجود سعودی سفارت کار بھی اپنے تحرک اور پاکستانیوں سے اپنی لگاوٹ کی صورت پیش کرتے رہتے ہیں۔

پاکستان اور پاکستانیوں کا کوئی مرحلہ حیات ہو، سعودی عرب کے خواص و عوام اور خاص الخاص لوگ سب سے آگے ہوتے ہیں۔ سیاسی معاملات ہوں یا معاشی حالات، ملک و قوم کے استحکام و بقا کا مرحلہ ہو یا دفاع ملکی و ملی کا لمحہ، آفات ارضی و سماوی کا موقع ہو یا قوت و ترقی کا مقام، نشیب و فراز کے تمام مراحل و مواقع میں سعودی عرب والے پاکستان کے ساتھ اور بہت پاس ہوتے ہیں۔ سیاچن کے کٹھن مراحل سے لے کر کہوٹہ و ایف 16 تک اور 2008ء کے تباہ کن زلزلہ سے ہر سال کے

باقی صفحہ 8 پر

آبِ زمزم

از: جناب راغب

رسول اللہ نے فرمایا ہے آبِ شفا زمزم
وہ اچھا ہو گیا بیمار، جس نے پی لیا زمزم

مسلمانوں کو زمزم اس طرح سے چاہیے پینا
کھڑے ہو کر کہ پیتے تھے جنابِ مصطفیٰ زمزم

مبارک کیوں نہ ہو ہم کو، یہ چشمہ آبِ شیریں کا
رگڑ سے پائے اسمٰعیلؑ کے پیدا ہوا زمزم

کہاں باقی رہی بیماری، قلبِ حزیں! اس کو
پیا جس نے خوشی سے سیر ہو کر آبِ شفاء زمزم

مجھے ہے عشق زمزم سے، یہ بھاتا ہے مجھے مولیٰ!
میسر واسطے پینے کے ہو مجھ کو سدا زمزم

بدن کے روگ سارے دُھل گئے زمزم کے پانی سے
برائے علت کہنہ مجرب ہے دوا زمزم

دعاء بھی ہے دوا بھی ہے، غذا بھی ہے شفاء بھی ہے
ذریعہ تندرستی کا بھی ہے آبِ صفا زمزم

تمنا آبِ حیواں کی مجھے باقی نہیں قطعاً
مرے حسن عقیدت میں ہے بس آبِ بقا زمزم

یہ مثل شیر بھاتا ہے ترے بندے کو دنیا میں
دم آخر بھی راغبؔ کو پلانا اے خدا! زمزم

آبِ زمزم پینے کی دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَّافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنۡ کُلِّ دَآءٍ

الملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود فرماں روائے سعودی عرب

تحریر
جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

۳ اگست ۲۰۰۵ء کو صبح سویرے ہی ریاض کے قصر الحکم کی جانب جانے والے تمام راستوں پر ٹریفک کا بے حد ہجوم تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں سعودی باشندے اپنے نئے بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ ان لوگوں میں علماء کرام، وزراء، حکومت کے اعلیٰ عہدے داران، مختلف قبائل کے سربراہان، مجلس شوریٰ کے ارکان، مسلح افواج کے افسران اور عام شہری شامل تھے۔ اسلام میں بیعت کی خاص اہمیت ہے۔ یہ محض رسم ورواج ہی نہیں بلکہ شرعی اور دینی فریضہ ہے جس کی بجا آوری کے لیے قصر الحکم کے وسیع احاطہ میں بے شمار لوگ صبح سویرے ہی جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ نماز ظہر کے بعد شاہ عبداللہ، ولی عہد امیر سلطان، اپنے تمام بھائیوں اور دیگر امراء کے ساتھ تشریف لائے اور لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔ کم وبیش دو گھنٹے تک مسلسل لوگ آتے رہے اور سعودی دستور کی دفعہ چھ کے تحت اپنے بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے۔ یہ بیعت جو حدیث شریف کے الفاظ کے مطابق ہوتی ہے۔

[نبایعه علی کتاب الله وسنة رسوله وعلی السمع والطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکره وعلی اثرة علینا وعلی ان لا ننازع الأمر أهله]

''ہم اپنے بادشاہ کی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق بیعت کرتے ہیں اور یہ کہ ہم تنگی وآسانی میں تمام خوش گوار اور ناگوار حالات میں سمع وطاعت سے کام لیں گے، چاہے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور یہ کہ ہم حکمرانوں سے سرکشی نہیں کریں گے۔''

بیعت کے فوراً بعد شاہ عبداللہ نے ٹیلی ویژن پر قوم سے مختصر خطاب کیا جس میں کہا کہ میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں قرآن کریم کو ملک کا دستور اور اسلام کو اپنا منہج بناؤں گا۔ میرا سب سے پہلا کام حق کی بالا دستی، عدل وانصاف کی سربلندی اور بغیر کسی تمیز کے سعودی عوام اور مقیم غیر ملکیوں کی خدمت ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ بہت بڑا بھاری بوجھ اور عظیم امانت ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ہمت اور طاقت عطا فرمائے اور انہیں اپنے اسلاف شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کے دوسرے بیٹوں (سعودؒ فیصلؒ خالدؒ اور فہدؒ) کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شاہد عبداللہ نے کہا کہ مرحوم شاہ فہد میرے عمر بھر کے دوست اور ساتھی تھے، ان کے بعد ولی عہد امیر سلطان بن عبدالعزیز نے ٹیلی ویژن پر خطاب کیا اور اپنے مرحوم بھائی کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

شاہ عبداللہ سعودی عرب کے چھٹے بادشاہ ہیں۔ آل سعود کی حکومت نجد کے علاقے پر تین مختلف مراحل میں کم وبیش ۳۰۰ سال سے چلی آ رہی ہے۔ ان کے جد امجد کا نام سعود بن محمد بن مقرن تھا جن کی تاریخ وفات ۱۷۲۵ء ہے اور وہ درعیہ کے حاکم تھے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن سعود نے درعیہ کی حکومت سنبھالی۔ درعیہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو اب تو ریاض کا حصہ بن چکا ہے مگر اس وقت بیس پچیس کلو میٹر کی مسافت پر ہو گا۔ محمد بن سعود کا عہد ۱۷۲۶ء سے لے کر ۱۷۶۵ء تک ہے۔ اسی دوران انہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ معاہدہ کیا جس میں اسلامی شریعت کا نفاذ اور قرآن وسنت کے مطابق حکومت چلانے کا عہد تھا۔ ان کو سعودی حکومت کا مؤسس اول کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کی اولاد اس خطے پر حکومت کرتی رہی۔ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ علماء کرام کی کثیر تعداد نے حکومت کا ساتھ دیا۔ شاہ عبداللہ کے دادا کا نام عبدالرحمٰن بن فیصل بن ترکی تھا۔ انہیں ایک موقع پر ریاض کو چھوڑ کر کویت جانا پڑا۔ ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے اپنی خداداد ذہانت کی بدولت ۱۹۰۱ء میں ریاض پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء کو شاہ عبدالعزیز نے سعودی عرب کی حکومت سنبھالی اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے مختلف متحارب قبائل کو جمع کیا جو آسان کام نہ تھا۔ حتی کہ ۱۹۲۵ء میں حجاز کا علاقہ بھی حکومت میں شامل کر لیا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر الشریف علی بن حسین کی حکومت ختم ہو گئی۔ شاہ عبدالعزیز کی وفات ۱۹۵۳ء میں ہوئی۔ ان کے بعد ان کے سب سے بڑے بیٹے سعود نے زمام حکومت سنبھالی۔ ۱۹۶۴ء شاہ سعود کی معزولی پر شاہ فیصل مرحوم کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، ان کی حکومت ۱۹۷۵ء تک جاری رہی۔ پھر شاہ خالد کا دور شروع ہوا جو ان کی وفات ۱۹۸۲ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد شاہ فہد بن عبدالعزیز کا سنہری دور آتا ہے جو کم وبیش ۲۳ سال تک رہا۔ اس دوران سعودی عرب نے بے حد ترقی کی اور دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں اپنا نام پیدا کیا۔ یکم اگست ۲۰۰۵ء کو ان کی وفات کے بعد شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے حکومت سنبھالی۔

آل سعود کو اس خطہ پر حکومت کرتے ہوئے یوں تو صدیاں گزری ہیں مگر شاہ عبدالعزیز اور ان کی اولاد کو سو سال سے زیادہ عرصہ اس خطہ میں حکومت کرتے ہو گیا ہے۔ اس خاندان کی اپنی اعلیٰ روایات ہیں۔ دین کے ساتھ تعلق، علماء کے ساتھ روابط، عقیدۂ توحید کی پاسداری، اعلیٰ اخلاق اور تواضع کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کی بے حد خیر خواہی، ہمدردی اور پیار نے ان کو اپنے عوام کا محبوب بنا رکھا ہے۔ بلاشبہ یہ حکمران اپنے عوام سے اور عوام ان سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ آل سعود نے اپنے عوام کو جو سہولتیں مہیا کی ہیں ان کا اصل اندازہ تو سعودی عرب میں مقیم لوگ ہی کر سکتے ہیں۔

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز ۱۹۲۴ء میں ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا تعلق شمر قبیلے سے تھا۔ ان کے نانا العاصی بن کلیب بن حمدان بن شریم نجیب خاندان کے چشم وچراغ اور عربوں کے معروف شہسوار اور شمر قبیلے کے سردار تھے۔ اپنے بھائیوں میں ان کا نمبر تیرھواں ہے۔ ان کے والد نے اپنی اولاد کے لیے بطور خاص مدرسہ قائم کیا ہوا تھا جس میں بڑے بڑے مربی اور قابل اساتذہ کی زیر نگرانی انہوں نے ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ ان کے والد بذات خود اپنی اولاد کی تربیت میں خاصی دلچسپی لیتے تھے۔ انہوں نے بچپن سے ہی اپنے والد سے سیاست، قبائل کے ساتھ گٹھ جوڑ اور

حکومت کے طریقے سیکھے۔ اس وقت کے معروف علماء سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ علماء کی مجالس ہر روز ہوتی تھیں جن میں شہزادے بیٹھتے' تاریخ کے اوراق سے استفادہ کیا جاتا اور حکمرانی کے گر بتائے جاتے۔ انہوں نے علماء کی مجالس کے علاوہ ذاتی طور پر خاصا مطالعہ کیا۔ مطالعہ ان کے نزدیک روحانی ورزش ہے۔ وہ کہتے ہیں مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ زمانہ جس تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے اس کے ہم رکاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو ہر قسم کی معلومات حاصل ہوں۔ جو لوگ مطالعہ سے محروم ہوتے ہیں وہ دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اپنے والد کے بعد اپنے بھائیوں سعود' فیصل' خالد اور فہد رحمہم اللہ سے بہت کچھ سیکھا کہ ان کے شب و روز ان کے ساتھ بسر ہوتے تھے۔ ہر بڑے اور اہم موقع پر وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ فیصلوں میں شریک ہوتے۔ عام آدمی کے مسائل میں گہری دلچسپی لیتے۔ اس وجہ سے ان کی شخصیت میں حکومت کو چلانے کی صلاحیتیں بہت پہلے سے موجود تھیں۔

۱۹۶۴ء میں شاہ فیصل مرحوم نے انہیں نیشنل گارڈ کمانڈر مقرر فرمایا۔ نیشنل گارڈز مسلح افواج کا عسکری ونگ ہے۔ اس میں ان افراد کو شامل کیا گیا جنہوں نے شاہ عبدالعزیزؒ کے ساتھ مل کر اس ملک کو اکٹھا کرنے میں اپنا کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے نیشنل گارڈز کو خاصے عروج تک پہنچایا اور اس کی ترقی میں دن رات کام کیا۔ وہ حکومت سنبھالنے تک اس کے کمانڈر رہے۔

۱۹۷۵ء میں جب شاہ خالد نے حکومت سنبھالی تو شہزادہ عبداللہ کو ولی عہد کا نائب مقرر کیا جو عہدے کے لحاظ سے حکومت میں تیسرا بڑا عہدہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا نیشنل گارڈز کا منصب بھی برقرار رہا۔ ۱۳ جون ۱۹۸۲ء کو شاہ فہد نے جب حکومت سنبھالی تو انہوں نے امیر عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اس موقع پر شاہ فہد کے ساتھ ان کی بھی بیعت کی گئی۔ انہیں نیشنل گارڈ کے کمانڈر کے علاوہ نائب وزیراعظم کا عہدہ بھی دیا گیا۔

گویا وہ نوجوانی سے لے کر اب تک سعودی عرب کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز چلے آ رہے ہیں۔ اس لحاظ سے انہیں ملکی مسائل سے نمٹنے کا خوب تجربہ ہے۔ مملکت سعودی عرب کو حرمین شریفین کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں عقیدت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر سال یہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان حج اور عمرہ کے لیے آتے ہیں جن میں حکومتوں کے سربراہان اور دیگر ذمہ داران بھی شامل ہوتے ہیں۔ سعودی حکومت کے تمام اسلامی ممالک کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ شاہ عبداللہ نے ان روابط کو مضبوط بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ ریاض کا شہر عربوں اور دیگر مسلمانوں کا گھر متصور ہوتا ہے۔ ان کے پاکستان کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ متعدد بار انہوں نے پاکستان کا دورہ کیا اور ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ قضیہ افغانستان ہو یا کشمیر یا ایٹمی دھماکوں کے بعد پاکستان کے اوپر کڑا اور مشکل وقت' شہزادہ عبداللہ نے ہر موقع پر پاکستان کو لاثانی قرار دیا اور بھرپور مالی مدد کی۔ موجودہ دور حکومت میں سعودی عرب نے ڈیڑھ ارب ڈالر کی امداد دی جس سے پاکستان کی گرتی معیشت کو استحکام ملا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سعودی عرب کا عالمی امور میں خاصا عمل دخل ہے۔ اقتصادی طور پر چونکہ سعودی عرب ایک نمایاں اور مضبوط ملک ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں سے ہے اس لیے اسے اقوام متحدہ اور اوپیک میں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ شاہ عبداللہ نے گزشتہ کئی سالوں میں یورپ' امریکہ' جاپان' روس' چین اور دیگر ممالک کے متعدد دورے کیے اور مختلف پلیٹ فارموں سے اپنے ملک کی نمائندگی کی۔

شخصی طور پر وہ صاف ستھری بات کہنے کے عادی ہیں۔ بلاشبہ صحرا کے بیٹے ہیں۔ اونٹوں اور گھوڑوں کی دوڑ میں گہری دلچسپی لیتے ہیں' وہ خود بھی بہترین شہسوار ہیں۔ وہ ریاض کے گھڑ سواری کے کلب کے صدر ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے عرب ثقافت کو نمایاں کرنے کے لیے ثقافتی میلہ کا آغاز کیا۔

ہر سال اس میلے میں دنیا بھر سے شعراء' ادباء' دانشوروں اور علمائے کرام کو بلایا جاتا ہے۔ ایک ہفتہ سے زائد جاری رہنے والے اس میلہ میں عربوں کی پرانی ثقافت کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ وہ عرب ثقافت کے اس میلہ کی بذات خود نگرانی کرتے ہیں۔ ان کی کمان میں نیشنل گارڈز اس میلے کے انتظامات کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

۲۰۰۲ء میں وہ ملک کے ان علاقوں میں بذات خود تشریف لے گئے جہاں ابھی تک جدید سہولتیں نہیں پہنچ سکی تھیں۔ انہوں نے ان محلوں' علاقوں میں زبردست ترقیاتی کام کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے معالجۃ الفقر کے نام سے ایک خصوصی فنڈ قائم کیا جس کی نگرانی وزارت (العمل والشؤن الاجتماعیہ) کر رہی ہے۔ انہوں نے فقراء کے لیے خصوصی فنڈ قائم کیا تاکہ لوگ بھیک مانگنے کی بجائے خود اپنے قدموں پر کھڑے ہوں۔ طویل القامت شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز واضح عربی خد وخال اور نہایت سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ وہ نرم گفتاری اور صاف گوئی کے لیے مشہور ہیں۔ مختصر بات کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں کر دکھاتے ہیں۔ وہ اسلامی اقدار کی خود بھی پابندی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔ سعودی حکمرانوں پر گزشتہ سالوں میں مغرب کی طرف سے سخت تنقید ہوئی اور ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی اسلامی روایات اور عقیدے سے پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ان کو عالمی تجارتی تنظیم (W.T.O) میں شامل کیا جا سکے۔ شاہ عبداللہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم تجارت اور سرمایہ کاری کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن ہم اپنے فکر اور تہذیب کو بدلنے اور اسلامی اقدار پر کوئی سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان کے قریبی رفقاء کا کہنا ہے کہ وہ حق کے سامنے سرنگوں ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے۔

فلسطین کے مسئلہ پر ان کا موقف بڑا واضح اور جاندار رہا ہے اور اس سلسلے میں وہ متعدد کانفرنسوں میں شریک ہو چکے ہیں۔ امت مسلمہ کی نگاہیں اب اس عظیم قائد پر مرکوز ہیں۔ آج امت مسلمہ کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے' امید کی جا سکتی ہے کہ ان کا بھرپور طریقے سے مقابلہ کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ!

❀❀❀❀❀

الاسلام ڈائری 2015ء

الحمد للہ 2015ء کی الاسلام ڈائری زیر ترتیب ہے، ہم اسے خوب سے خوب تر بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ احباب جماعت اوّلین فرصت میں اپنے اشتہارات، فون نمبرز اور ضروری تحریریں ارسال فرمائیں تاکہ ڈائری بروقت شائع ہو کر شائقین تک پہنچ سکے۔

ایک صفحہ فور کلر اشتہار 2,500
ایک صفحہ سنگل کلر اشتہار 1,500
نصف صفحہ سنگل کلر اشتہار 800

نوٹ: اشتہار کے ساتھ اس کا زر اشاعت آنا ضروری ہے۔

رابطہ: اہل حدیث پبلی کیشنز 106 راوی روڈ لاہور
0321-6487892 - 0300-4478611
042-37720257 - 055-4443265

شاہ عبدالعزیزؒ ایک انصاف پرور حکمراں

تحریر جناب مولانا عبدالمنان

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور حکومت میں شریعت الٰہیہ کو مکمل طریقے پر حکم وفیصل بنانے کا اہتمام والتزام کیا اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق عملی زندگی گزارنے کو لازم پکڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چہار سو عدل وانصاف پھیل گیا' حقوق کی پاسداری ہونے لگی' راستے مامون ہو گئے اور ملک سے فتنہ وفساد نیست ونابود ہو گیا اور ان اوصاف کی بدولت ان کا شمار ان انصاف پرور حکمرانوں میں ہونے لگا جن کے روشن کارنامے تاریخ کے صفحات میں ثبت ہیں۔

پے در پے فتوحات حاصل ہونے کے باوجود وہ فتنوں کا شکار نہیں ہوئے اور نہ ہی ملک پر مکمل تسلط کے باوجود انہیں ناقابل تسخیر طاقت کا دھوکہ ہوا کہ اپنے مخالفین کے سینوں میں کینہ کپٹ کی آگ بھڑکنے دیتے بلکہ انہوں نے بڑی ہی دانشمندی کے ساتھ اپنے دشمنوں ومخالفین کے دل سے شکست خوردگی کے آثار کو مٹایا اور انہیں اپنا ہمنوا بنانے کی پوری کوشش کی' انہیں اپنے قریب کیا اور ان کی عزت کی۔ ان کے ساتھ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر پوری طرح عامل انسان کا سا رویہ اختیار کیا۔ چنانچہ اس کے مثبت اثرات برآمد ہوئے۔ مخالفین ہی ان کے ہمنوا بن گئے اور ہر عام وخاص کے دل میں ان کی عزت بیٹھ گئی۔ نیز ان کی انصاف پروری کے چرچے ہونے لگے۔

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کا اس بات پر کامل ایمان تھا کہ انصاف پروری حقیقی زندگی سے کوئی الگ شئی نہیں۔ یا یہ کوئی محض ایسا لفظ نہیں جس کو لے کر لوگ زبانی جمع خرچ کرتے رہیں اور اسے بہتان تراشی اور منافقت کا ذریعہ بنا لیں۔ بلکہ انصاف پروری ان کی فکر ونظر کا محور اور ان کی جد وجہد کا مقصد تھی۔ انصاف پروری پر ان کا ایمان اتنا ہی مضبوط تھا جتنا عقیدۂ توحید اور شریعت اسلامیہ پر' وہ یقینی طور پر اس بات سے واقف تھے کہ پہلی اسلامی حکومت جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے رکھی اور جسے آپ کے بعد خلفاء راشدین نے سنبھالا اس میں عدل ومساوات کا ہی بول بالا تھا۔ ان کا اس بات پر بھی یقین تھا کہ انصاف وہیں ہو گا جہاں حق ہو گا اور حق کا وجود بغیر سچائی کے ممکن نہیں۔ ملک عبدالعزیز نے زندگی بھر اپنے جملہ اختیارات میں' اقوال وافعال میں' انصاف' حق پرستی اور سچائی کے مجموعے کو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونے دیا۔ اس کے برعکس آپ منافقت وچاپلوسی سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''دو چیزیں ہیں' ان میں سے ایک پر اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور دوسری پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ تعریف اس بات پر کرتا ہوں کہ میں گمراہ لوگوں کو ناپسند کرتا ہوں اور وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اور شکر اس بات پر کرتا ہوں کہ اچھے لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق پرستی اور سچائی سے انہیں کس قدر محبت اور نفاق ومنافقین سے کتنی نفرت تھی۔ اسی طرح اپنی رعایا کی خبر گیری کا کتنا خیال تھا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ملک عبدالعزیز کے پاس ایک قبیلہ کا سردار اظہار طاعت کرنے آیا۔ آپ نے اسے خوب نوازا اور نوازش کا سلسلہ برابر جاری رہا اور آپ برابر اس کی ضیافت فرماتے رہے اس دوران کیا ہوا کہ آپ کو اس کی ایک تحریر موصول ہوئی جو اس نے آپ کے مخالف کو لکھی تھی اور اس میں اس نے آپ سے متعلق غلط سلط باتیں لکھی تھیں۔ مخالف کو آپ کے خلاف بھڑکانا چاہا تھا۔ چنانچہ آپ نے اسے طلب کیا اور پوچھا کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم نے کوئی چیز مانگی ہو اور وہ تمہیں نہ ملی ہو۔ جواب دیا کہ اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا کرے' میں نے جو مانگا وہ آپ نے دیا۔ آپ نے کہا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ اور وہ تحریر اس کے سامنے ڈال دی۔ وہ حیران وپریشان ہو گیا اور چاپلوسی کرنے لگا' کہا کہ اے عبدالعزیز! میں اپنی صفائی میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ ایک شیطانی عمل تھا جس سے میں توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی چاہتا ہوں۔ وہ مارے ڈر کے بے چین ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''ڈرو مت اور دفتر میں جا کر جو بھی تمہاری ضرورت ہو اس کے لیے درخواست لکھ کر دو۔ آئندہ اس طرح کی حرکت نہ کرنا کیوں کہ منافقت انسان کو نقصان پہنچاتی ہے اور اسے چھوٹا بنا دیتی ہے۔''

اس طرح ملک عبدالعزیز نے برائی کا مقابلہ اچھائی سے کیا اور حسن اخلاق کی بہترین مثال پیش کی۔ دوراندیشی' مومنانہ فراست' ایمانداری وسچائی اور پاک طینتی کا مظاہرہ کیا نیز جعلسازی' نفاق اور سستی شہرت سے نفرت کی۔ یہی وجہ ہے کہ عوام نے انہیں اتنا ہی پیار دیا جتنا وہ ان سے محبت کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''میں طاقتور' اللہ تعالیٰ اور اپنے عوام کی وجہ سے ہوں۔ میری رعایا کی گردنوں میں اللہ کی کتاب اور ان کے ہاتھوں میں ان کی تلواریں ہیں' وہ اللہ کے راستے میں مقابلہ کرتے ہیں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ اپنی تعداد یا وسائل وذرائع کی وجہ سے مضبوط ہیں بلکہ مضبوط' اپنی ایمانی طاقت کی وجہ سے ہیں۔'' آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: ''میرے خیال سے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک اہل حق ہیں جنہیں میں اپنے برابر کا درجہ دیتا ہوں اور ان کے لیے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ دوسرے وہ ہیں جن میں خیر وشر دونوں پائے جاتے ہیں' ان کے لیے میری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ ان کے خیر کو ان کے شر پر غالب کر دے اور ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔ تیسرے وہ ہیں جن میں صرف شر پایا جاتا ہے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتا ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خود ان کو اور دوسروں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔''

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حالات زندگی کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ان کی فہم وفراست اور قائدانہ نظر میں انصاف پروری ہی کا دوسرا نام حق ہے چنانچہ حق کے غلبہ اور اس کے برملا اعلان نیز رعایا میں چھوٹے چھوٹے اور علماء وحکام میں بڑے سے بڑے تک جب تک اس کا عملی نمونہ پیش نہ کریں اور اس کا التزام واہتمام نہ کریں' انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ آپ حق کی تلاش اور عدل وانصاف کی بالادستی میں صرف علماء کی کمیٹیوں اور حکومت کے کارندوں کی رپورٹوں پر اعتماد کر کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہتے تھے بلکہ بذات خود رعایا کے حالات کا مشاہدہ کرنے نکل پڑتے اور شہر ودیہات کے لوگوں سے براہ راست جڑے رہتے تھے۔ دور

دراز دیہاتوں میں جاتے' پہاڑی وصحرائی راستوں کو تکان اور مشقت کی پروا کیے بغیر بڑی بہادری سے عبور کرتے اور چھوٹے' بڑے' پیدل وسوار کی تمیز کیے بغیر حال چال پوچھتے اور ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتے۔

ایک بار ایسی ہی ایک مہم پر نکلے تو صحراء کے دیہات میں سڑک کے کنارے کھڑے ٹرک کے پاس سے ان کی سواری گزری۔ ٹرک کا ڈرائیور بڑی ہی بے چارگی اور مایوسی کی حالت میں کھڑا تھا۔ کتنی ہی گاڑیاں وہاں سے گزری تھیں لیکن کسی نے اس کی پریشانی کا سبب دریافت نہیں کیا' لیکن آپ کی حیثیت فرد کی نہیں ایک امت کی تھی' اپنے ڈرائیور کو اس ٹرک کے پاس گاڑی روکنے کے لیے کہا اور ٹرک ڈرائیور سے اس کا نام' کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے سب معلوم کرنے کے بعد اس کی پریشانی کا سبب دریافت کیا۔ ڈرائیور نے بتایا کہ اس کا پانی اور ایندھن ختم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ڈرائیور کو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کہا اور ضرورت پوری کرنے کے بعد جب پورا اطمینان ہو گیا تو اپنی منزل کی جانب چل پڑے۔

آپ کی یہ پدرانہ شفقت صرف اپنی ہی رعایا کے لیے خاص نہیں تھی بلکہ پوری انسانیت کے لیے عام تھی۔ شفقت ورحمت کے پہلو بہ پہلو حق وانصاف کا جذبہ ہمیشہ موجزن رہتا اور عنایات کا سلسلہ سب کے لیے یکساں جاری رہتا تھا۔

۱۹۴۲ء میں مکہ مکرمہ کے اندر زبردست سیلاب آیا اور مکہ کے مکینوں کو بھاری تباہی سے دوچار ہونا پڑا۔ کسی کا کل سامان اور کسی کا کچھ سامان برباد ہو گیا۔ بہتوں کے ذرائع آمدنی یعنی باغات' گاڑیاں اور مکانات برباد ہو گئے۔ جب آپ کو اس کی خبر لگی تو فوراً وزیر خزانہ کو بھاری امداد کا شاہی فرمان جاری کیا۔ تعمیر اور دیگر نقصانات کے لیے رقمیں بدست خود خاص کیں اور نقصانات کا بڑی فیاضی کے ساتھ معاوضہ ادا کیا۔

کمزوروں کی دستگیری' مصیبت زدوں کی غمگساری اور محتاجوں وضرورت مندوں کی راحت رسانی کا خاص خیال رکھتے تھے اور اس بات کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ ان کی نوازشوں کا چرچا کیا جائے۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: ''بدترین حکام وہ ہیں جو شریعت الٰہی کے مطابق اپنی رعایا پر حکمرانی نہیں کرتے اور بدترین علماء وہ ہیں جو حکمرانوں کی لغزشوں کی نشاندہی نہیں کرتے۔'' مزید فرمایا کرتے تھے: ''بلکہ ہر وہ فرد اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوگا جس نے اللہ' رسول' ائمہ مسلمین اور عوام الناس کے لیے خیر خواہی کا فریضہ ادا نہیں کیا۔ لہٰذا ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکمرانوں کی غلطیوں پر انہیں ٹوکے۔ میرا دروازہ سب کے لیے کھلا ہے میں مظلوموں کو انصاف دلاؤں گا چاہے اس کی زد میں میرے بیٹے یا قرابتدار ہی کیوں نہ آئیں۔''

آپ کا دربار سب کے لیے یکساں کھلا رہتا تا کہ رعایا کے حالات سے باخبر رہا جا سکے' انصاف پروری اور مساوات کے نفاذ میں کوئی چیز آڑے نہ آئے۔ خاص پروگراموں کے موقعہ پر اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ راعی ورعایا کے درمیان دوری سے موقعہ پرستوں کی بن آتی ہے اور انہیں اپنی جائز وناجائز آرزوئیں پوری کرنے کا موقعہ ملتا ہے پھر وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کی شکل میں پیش کرنے کی سعی بے جا کرتے ہیں۔

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی انصاف پروری کی بعض مثالیں:

رعایا میں سے کسی شخص کے پاس کوئی زمین تھی تو آپ نے اس سے وہ زمین چھوڑ دینے کے لیے کہا کیوں کہ آپ کا خیال تھا کہ یہ زمین شاہی گھرانے کی ہے لیکن اس نے یہ زمین چھوڑنے یا اس کی قیمت لینے سے انکار کر دیا چنانچہ اس شہری نے شرعی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے اپنے مقدمہ کی پیروی کے لیے شیخ عبداللہ بن عبداللطیف کو اپنا وکیل متعین کیا۔ مقدمہ میں غور وخوض کے بعد ریاض کے شرعی قاضی شیخ سعد بن حمد بن عتیق نے فیصلہ صادر فرمایا کہ زمین اس کے مالک کے پاس ہی رہنے دی جائے اور ملک عبدالعزیز اس کے حقدار نہیں ہیں۔ آپ کو جب اس فیصلہ کی اطلاع ملی تو رو پڑے اور فرمایا: ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے جہنم کی آگ سے بچالیا۔''

ایک دن ایک بوڑھی عورت شاہی محل کے دروازے پر کھڑی ہو کر شکایت کرنے لگی اور کہنے لگی: میرا کوئی بھی نہیں جو میرے حقوق کی پاسداری کرے۔ آپ نے اس کی شکایت سنی تو اسے بلایا اور اس کے ہاتھ سے کاغذات لیے پھر وعدہ کیا کہ وہ خود اس کے مقدمہ کی پیروی کریں گے۔ آپ نے اس کے دلائل کا جائزہ لیا اور مقدمہ شرعی عدالت کے سپرد کیا اور تب تک مقدمہ کی پیروی کی جب تک کہ عدالت نے فیصلہ نہ سنا دیا۔ پھر عورت تک فیصلہ کی خبر پہنچائی اور اسے اس کا حق دلایا۔

آپ کے دربار میں ینبع کا ایک شخص جس پر شہر میں آگ لگانے کا الزام تھا' اپنے خلاف عدالت کے فیصلہ کی شکایت لے کر حاضر ہوا تو آپ نے اس کے مقدمہ میں نظر ثانی کا حکم دیا لیکن دوبارہ بھی فیصلہ اس کے خلاف گیا تو اس نے دوبارہ فریاد کی' آپ نے اس کا معاملہ دوسری کمیٹی جو زیادہ قابل بھروسہ تھی اس کے سپرد کیا جس نے بڑے پیمانے پر معاملہ کی تفتیش کی اور انتہائی باریک بینی سے جانچ پرکھ کی' چنانچہ وہ شخص بری قرار دیا گیا۔ بادشاہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو سابقہ دونوں کمیٹیوں کو جرمانہ بھرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ انہوں نے پوری طرح معاملہ کی تحقیق نہیں کی تھی اور ایک بے گناہ کو مجرم قرار دے دیا تھا۔

حج کے موسم میں آپ کے ایک صاحبزادے گاڑی چلا رہے تھے' بھیڑ زیادہ تھی اچانک ایک لڑکا گاڑی سے ٹکرا گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ آپ کو جب اس کی خبر لگی تو فوراً اسے گرفتار کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ایک عام فرد کی طرح عدالت میں پیشی ہوئی۔ گواہوں کے بیانوں کی روشنی میں عدالت اس نتیجہ پر پہنچی کہ غلطی مرنے والے لڑکے کی تھی۔ بڑے بڑے لوگوں نے شہزادے کی حمایت کی لیکن آپ نے فرمایا: ''اس میں شک نہیں کہ میرا بیٹا میرے لیے عزیز ہے لیکن ٹکرانے والا لڑکا بھی اپنے ماں باپ کے لیے اتنا ہی عزیز ہے لہٰذا اس کا خون میرے ذمہ ہے۔ شہزادے کے عدالت سے بری ہونے کے فیصلہ کے باوجود آپ کو تشفی نہیں ہوئی اور صاحبزادے کی رہائی نہیں ہونے دی جب تک کہ کئی گنا اس کی دیت ادا نہ کر دی۔

❀❀❀❀❀

اہم ضرورت

عارفوالہ کے علاقے میں ایک بڑے اور اہم تبلیغی مرکز کے لیے ایک تبلیغی اور مشنری جذبے سے کام کرنے والے صاحب علم کی ضرورت ہے۔ سعودی جامعات بالخصوص مدینہ یونیورسٹی سے فاضل کو ترجیح دی جائے گی۔ معقول مشاہرہ اور تمام رہائشی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

رابطہ: رانا محمد شفیق خاں 0321-4222744

سعودی حکومت اور معاشرے کی چند امتیازی خصوصیات

تحریر: جناب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

سعودی عرب کو عالم اسلام میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کا یہ امتیاز کئی اعتبارات سے ہے۔ اس کی چند امتیازی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

① اس پر ایک ایسا خاندان حکمرانی کر رہا ہے جو دین ودنیا کا جامع ہے۔ دنیوی دولت وثروت سے بھی اللہ نے اس کو نوازا ہے اور دین کی نہایت بیش قیمت نعمت بھی اسے عطا کی ہے۔ دنیوی اسباب ووسائل کی فراوانی کی جو خرابیاں ہیں' اس سے یہ خاندان بھی اگرچہ بالکل پاک نہیں ہے تاہم دین کے ساتھ اس کی وابستگی نے اسے یکسر بے لگام نہیں ہونے دیا۔ جیسے دوسرے مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کا حال ہے۔

② اس حکمران شاہی خاندان نے اپنی بے پناہ خداداد دولت کو صرف اپنی ذاتی آسائشوں' سہولتوں اور عیش وعشرت کے لیے وقف نہیں کیا' بلکہ اس کا بیشتر حصہ عوام کی فلاح وبہبود پر صرف کیا ہے۔ اس خاندان نے عوام کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے جس طرح پورے ملک میں سڑکوں کا وسیع جال پھیلایا ہے' حتی کہ ان کی راہ میں رکاوٹ بننے والے پہاڑوں کو تراش کر یا ان میں سرنگیں بنا کر جو کارنامہ سرانجام دیا ہے' وہ اس خاندان کی عظیم تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ اسی طرح دیگر سہولتوں کی فراوانی ہے' مثلاً ٹیلیفون' پانی' بجلی' صفائی' صحت اور امن عامہ وغیرہ کا حال ہے۔ سعودی حکومت ان تمام شعبوں پر عوام کے آرام وراحت کے لیے بے پناہ دولت خرچ کر رہی ہے۔ اس ملک میں پانی کی جو قلت تھی' وہ محتاج وضاحت نہیں۔ لیکن اس حکومت کے اندر عوام کی خدمت کا جو جذبہ ہے' اس نے اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے اور آج کہیں بھی سعودی عرب میں پانی کی قلت محسوس نہیں کی جاتی۔

③ اس ملک میں انکم ٹیکس' پراپرٹی ٹیکس' سیلز ٹیکس' کیپٹل ٹیکس' کیپٹل ویلیو ٹیکس' ایکسائز ڈیوٹی' امپورٹ ایکسپورٹ (کسٹم) ڈیوٹی' محصول چونگی اور دیگر ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کا وجود تک نہیں۔ ہر چیز فری ڈیوٹی اور فری ٹیکس ہے۔ حکومت عوام سے کچھ نہیں لیتی' بلکہ انہیں دیتی ہے اور تمام شہری وتمدنی سہولتیں' جن پر کروڑوں اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں' حکومت عوام کو مفت مہیا کرتی ہے' حتیٰ کہ ٹیلیفون کی لوکل کالیں تک مفت ہیں۔

④ ہر جگہ شفاخانوں اور ہسپتالوں کا وسیع انتظام ہے جن میں علاج معالجے کے لیے دنیا کے بہترین ڈاکٹر اور جدید ترین مشینیں موجود ہیں۔ ان ہسپتالوں میں سرکاری ملازمین اور ان کے اہل خانہ کو علاج کی فری سہولتیں حاصل ہیں۔ تاہم اس سہولت کو تمام باشندگان ملک کے لیے عام کرنے کی ضرورت ہے' عام لوگ شاید ان سہولتوں سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ سعودی حکومت کو چاہیے کہ دیگر سہولتوں کی طرح علاج معالجے کی فری سہولت کو بھی زیادہ سے زیادہ عام کرے تاکہ تمام باشندگان ملک اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ایک خوش حال رفاہی مملکت کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

⑤ یہ ملک کرپشن (رشوت' بددیانتی وغیرہ) ملاوٹ اور اس قسم کی دیگر قباحتوں سے بہت حد تک پاک ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کا کوئی تصور نہیں' ہر چیز صاف ستھری اور خالص ہے۔ تاجروں میں لوٹ کھسوٹ اور گراں فروشی کا رجحان عام طور پر نہیں۔ حتیٰ کہ حج کے ایام میں جب کہ پچاس ساٹھ لاکھ حاجیوں کا جم غفیر ہر طرف سے وہاں جمع ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اشیاء کی قلت ہوتی ہے نہ ان کی قیمتوں میں خاص اضافہ۔ ہر چیز فراوانی سے ملتی ہے اور بالعموم معمول کی قیمتوں پر۔

⑥ امن عامہ کے لحاظ سے بھی یہ ملک ایک مثالی ملک ہے' جہاں چوری کا خدشہ ہے نہ ڈاکہ زنی کا۔ باشندگان ملک کی جان' مال' عزت وآبرو' ہر چیز کے تحفظ کا بہت حد تک انتظام ہے۔ اس میں جہاں قانون کی حکمرانی' پولیس اور انتظامیہ کی مستعدی اور چوکسی کا دخل ہے' وہاں اسلامی حدود کے نفاذ کی برکت بھی شامل ہے۔ ان دونوں چیزوں نے مل کر سعودی معاشرے کو مکمل امن وسکون فراہم کیا ہوا ہے۔

⑦ اس کا تعلیمی نصاب دین ودنیا کی جامعیت کا بہترین نمونہ ہے جس کی کوئی دوسری مثال اس وقت عالم اسلام میں نہ ہے۔ ابتدائی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک طالب علموں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ان کی دینی تربیت کا خاص اہتمام ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نسل نو کے اندر دین سے بیگانگی کی بجائے دین سے وابستگی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ سعودی عرب کی نوجوان نسل تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی اقدار وروایات کی پابند اور اسلامی شعائر کا احترام کرنے والی ہے۔

⑧ اس میں مخلوط تعلیم کا تصور نہیں' بلکہ لڑکیوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کی تمام سہولتیں موجود ہیں لیکن حجاب کی مکمل پابندی کے ساتھ۔ پردے کا اتنا اہتمام ہے کہ طالبات کو اگر کہیں سڑک پار کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لیے ایسا پل تعمیر کر دیا گیا ہے جو بالکل بند ہے' پل پر سے گذرتی ہوئی طالبات پر کسی کی نظر ہی نہیں پڑتی۔

⑨ اس کے علاوہ دینی تعلیم کا خصوصی طور پر نہایت وسیع انتظام ہے' جہاں پوری دنیا سے طلبا آتے ہیں اور دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوتے ہیں۔ انہیں ہر طرح کی سہولتوں کے علاوہ نہایت معقول وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ اس سے عالم اسلام ہی کے طلبا فیض یاب نہیں ہو رہے' بلکہ غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کے بچے بھی ان سے استفادہ کر رہے ہیں اور یہاں سے فراغت کے بعد اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی تعلیم وتربیت کے فروغ اور نشر واشاعت کا

کام کر رہے ہیں۔ مدینہ منورہ' مکہ مکرمہ اور الریاض تینوں مرکزی شہروں میں بڑی بڑی جامعات ہیں۔ مدینہ منورہ میں جامعہ اسلامیہ ہے' مکہ مکرمہ میں جامعہ ام القریٰ ہے اور الریاض میں جامعۃ الملک سعود اور جامعۃ الامام محمد بن سعود ہیں۔ یہ چاروں یونیورسٹیاں بڑی وسیع ہیں' جہاں ہزاروں بیرونی طلبا دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بعض میں طالبات بھی۔ ان پر بلامبالغہ لاکھوں نہیں' کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے جو صرف سعودی حکومت برداشت کرتی ہے۔

⑩ اس کے علاوہ دعوت وتبلیغ اور افتاء وارشاد کا ایک نہایت وسیع سلسلہ ہے جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ سعودی حکومت اپنی طرف سے مبعوث مقرر کرتی ہے جس کو گراں قدر ماہانہ مشاہرہ دیا جاتا ہے' یہ مبعوثین سعودی خرچ پر امریکہ' فرانس' انگلستان اور دیگر مغربی ممالک کے علاوہ افریقہ' چین وجاپان وغیرہ اور عالم اسلام کے مختلف ملکوں میں اسلام کی تعلیم وتدریس اور ارشاد وتبلیغ کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کر رہے ہیں۔

⑪ اسی طرح مساجد ومدارس اور اسلامی مراکز کے قیام کا مسئلہ ہے' سعودی حکومت پوری دنیا میں ان کی تعمیر پر بھی دل کھول کر خرچ کر رہی ہے اور جہاں بھی اسلامی اداروں اور مسجدوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کے مسلمانوں کے لیے وہ تعمیر کرتی ہے یا اس میں گراں قدر تعاون کرتی ہے۔ اسی طرح ایسے علاقوں اور ملکوں میں جہاں کے مقامی مسلمان اپنے طور پر مسجد ومدرسہ وغیرہ بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے' سعودی حکومت کے تعاون سے ان کی اس بنیادی دینی ضرورت کا بندوبست کر دیا جاتا ہے (اس محاذ پر کویت کی بعض اسلامی تنظیمیں بھی نہایت گراں قدر کام کر رہی ہیں) اسلام آباد (پاکستان) کی عظیم الشان' شاہ فیصل مسجد بھی سعودی عرب کی خصوصی امداد ہی سے تعمیر ہوئی ہے۔ اس طرح کتنی ہی مسجدیں اور دینی ادارے اس کے خصوصی تعاون سے قائم ہوئے یا اس کے تعاون سے چل رہے ہیں۔

⑫ توحید وسنت کی خالص دعوت اور تعلیم کی نشر واشاعت کے لیے متعدد کتابیں بھی لاکھوں کی تعداد میں سعودی حکومت نے چھاپی ہیں اور انہیں مفت تقسیم کیا ہے۔ عربی کے علاوہ بعض کتابیں دیگر زبانوں میں بھی چھاپ کر تقسیم کی گئی ہیں۔ اس کی جامعات بھی یہ کام وسیع پیمانے پر کر رہی ہیں اور وہ علمی وتحقیقی کتابوں اور مخطوطوں کو شائع کر کے عالم اسلام میں پھیلا رہی ہیں۔

⑬ اس طرح اب جدید ذریعہ تعلیم وتبلیغ' الیکٹرانک میڈیا' آڈیو وڈیو سے بھی کام لیا جا رہا ہے اور ان کی بھی مفت تقسیم کا سلسلہ جاری ہے' بالخصوص غیر مسلموں اور نومسلموں کی تعلیم وتربیت کے لیے اس سے خوب فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ الریاض وغیرہ میں بالخصوص' جالیات کے نام سے قائم ادارہ سعودی عرب میں مقیم غیر مسلموں اور نومسلموں کی تعلیم وتربیت کا کام نہایت احسن طریقے سے کر رہا ہے اور اس کے نہایت مفید نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

⑭ دنیا کی تمام زبانوں میں قرآن کریم کی نشر واشاعت کے لیے ایک نہایت وسیع ادارہ' شاہ فہد قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ' شب وروز مصروف عمل ہے۔ یہ ایک بہت ہی وسیع ادارہ ہے' اس کی بلڈنگ ہی اتنی وسیع ہے کہ اس کی تعمیر پر ۲۰ کروڑ سعودی ریال خرچ ہوئے ہیں۔ اس میں طباعت وکتابت اور دیگر فنی شعبوں کے علاوہ شعبہ ترجمہ ہے جس میں دنیا کی تمام اہم زبانوں میں قرآن مجید کے مستند ترجمہ کرنے کا کام ہو رہا ہے۔ بہت سی زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور دیگر زبانوں میں ترجمے کا کام جاری ہے۔ ایک شعبہ ریکارڈنگ ہے جس میں مستند اور خوش الحان قاریوں کی آواز میں قرآن کریم کی تلاوتیں ریکارڈ کی جاتی ہیں اور انہیں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک شعبہ حدیث ہے جس میں احادیث کی تخریج وتحقیق کا کام ہو رہا ہے تاکہ مستند احادیث کو کمپیوٹرائز کر دیا جائے اور ان سے استفادہ آسان ہو جائے۔ علاوہ ازیں سادہ قرآن مجید بھی کروڑوں کی تعداد میں شائع کر کے پوری دنیا میں ان کو تقسیم کیا گیا ہے۔ اس ادارے میں کام کرنے والے افراد کی تعداد ہی دو ہزار کے قریب ہے' جس سے اس ادارے کی وسعت وعظمت اور خدمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

⑮ حجاج کرام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے بھی سعودی حکومت مختلف منصوبوں پر سارا سال کام کرتی رہتی ہے اور ان پر بے پناہ رقم صرف کرتی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کے یہ مہمان جو صرف فریضۂ حج یا عمرے کی ادائیگی کے لیے اطراف واکناف عالم سے آتے ہیں' انہیں تکلیف نہ ہو اور آرام اور خوش اسلوبی کے ساتھ وہ مناسک حج وعمرہ ادا کر سکیں۔ حالانکہ ان کا قیام چند روزہ ہوتا ہے اور بعض جگہ تو صرف ایک روز ہی قیام ہوتا ہے' جیسے عرفات میں وقوف عرفات۔ لیکن اس ایک روزہ وقوف کے لیے سعودی حکومت نے میدان عرفات میں وسیع پیمانے پر حجاج کرام کو سہولتیں پہنچانے کے لیے جو کام کیے ہیں' وہ حجاج کرام کی بے مثال جذبہ خدمت کا ایک نمونہ ہے۔ اس بے آب وگیاہ جنگل کو گل وگلزار میں بدل دینے کے علاوہ ایسے فواروں کا انتظام کیا گیا ہے جن سے پانی کی نہایت باریک فوار نکلتی ہے جو سورج کی حدت وتمازت کو کم کر دیتی ہے' اس طرح بڑی تعداد میں غسل خانے اور بیت الخلاء تعمیر کر دیئے گئے ہیں تاکہ حجاج کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح لاکھوں کی تعداد میں پانی کے ٹھنڈے لفافے منیٰ وعرفات میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور اہل خیر کی طرف سے کھانا بھی۔

⑯ اس حکومت کو حرمین شریفین کی خدمت کرنے کا جو شوق ہے' وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ویسے تو حرمین کی خدمت ہر دور ہی کی مسلمان حکومتیں کرتی آئی ہیں لیکن سعودی دور حکومت اور ان میں سے بھی موجودہ سعودی فرماں روا' شاہ عبداللہ کے دور میں حرمین کی توسیع کا کام جس وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے اور اس پر اربوں کے حساب سے جس طرح روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حرمین کی توسیع کے لیے قرب وجوار کے مکانوں' دکانوں کو محض حکومتی طاقت کے ذریعے سے برائے نام قیمت پر حاصل نہیں کیا گیا' بلکہ زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر انہیں خریدا گیا' اس لحاظ

سے دنیا کی کوئی زمین اتنی گراں قیمت پر آج تک فروخت نہیں ہوئی' جتنی گراں قیمت پر حرمین کی توسیع کے لیے خریدی گئی زمینیں فروخت ہوئیں۔ اس کے بعد خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں عظیم الشان توسیع ہوئی اور ان میں ائرکنڈیشنڈ کی سہولت بھی مہیا کی گئی۔ علاوہ ازیں دونوں حرموں کے باہر نہایت وسیع صحن بنا دیا گیا ہے جن پر ہزاروں افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں اس کے نیچے انڈر گراؤنڈ راستے بنا دیئے گئے ہیں اور اب بسیں ان راستوں کے ذریعے سے حجاج کرام کو حرم کے بالکل قریب اتارتی ہیں اور وہیں سے حجاج کرام اپنی اپنی رہائش گاہوں میں آسانی سے واپس جا سکتے ہیں۔ مسجد نبوی میں بھی آنے جانے کی بڑی سہولت ہو جائے گی۔ مسجد نبوی میں جو توسیع ہوئی ہے اس میں عہد رسالت کی پوری مدنی آبادی شامل ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کی حفاظت فرمائے تاکہ وہ مستقبل قریب میں اپنے اس منصوبے کو بھی بروئے کار لا سکے۔ مسجد نبوی کے باہر پہلے دو منزلہ باتھ روم تھے' اب جدید توسیع میں انہیں بھی تین منزلہ کر دیا گیا ہے اور ان کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ان باتھ روموں میں پانی اور صفائی کا ایسا اعلیٰ انتظام ہے کہ لاکھوں افراد انہیں استعمال کرتے ہیں لیکن گندگی اور بدبو پیدا نہیں ہوتی۔ یہ بھی حسن انتظام اور بے مثال خدمت کا ایک نمونہ ہے۔

⑯ آج سے چند سال قبل تک حجاج کرام جو لاکھوں کی تعداد میں منیٰ میں قربانیاں کرتے تھے' وہ بالعموم نہ صرف ضائع ہو جاتی تھیں' بلکہ ان سے سخت تعفن پھیلتا تھا۔ یہ ایک نہایت سنگین مسئلہ تھا۔ اسے بھی سعودی حکومت نے اپنے تدبر اور حسن انتظام سے حل کر دیا ہے۔ اس کے لیے پہلے پورے عالم اسلام سے علماء جمع کر کے ان سے ان کی رائے لی گئی اور ان سے اس کا شرعی حل معلوم کیا گیا' ان سے مشاورت کے بعد سعودی حکومت نے بنکوں اور مختلف اداروں کو حجاج سے جانوروں کی رقم وصول کرنے کا اختیار دے دیا۔ ان کی جمع شدہ رقم کے مطابق اتنی تعداد میں جانور ذبح کر کے انہیں محفوظ کر لیا جاتا ہے اور ان کا گوشت ان علاقوں میں بھیج دیا جاتا ہے جو غربت زدہ' آفت زدہ اور قحط زدہ ہوتے ہیں۔ تاہم جو حجاج خود جانور خرید کر ذبح کرنا چاہیں' اس کی بھی ممانعت نہیں۔ حجاج کی ایک تعداد خود بھی ذبح کرتی اور گوشت اپنے کھانے کے استعمال میں لاتی ہے۔ لیکن جو اس کھکھیڑ میں پڑنا پسند نہیں کرتے' یا جو حاجی صرف چھری پھیر کر جانور کو مذبح میں ہی چھوڑ آتے ہیں' ان کے لیے سعودی حکومت نے وسیع پیمانے پر ان کی طرف سے قربانی کرنے اور اس کا گوشت مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ یہ بھی سعودی حکومت کی ایک عظیم الشان خدمت ہے' اب ان قربانیوں سے جو پہلے' ضائع کر دی جاتی تھیں' لاکھوں غریب مسلمان فائدہ اٹھاتے ہیں۔

⑰ سعودی حکومت کے متعدد ادارے عالم اسلام کی ممتاز شخصیات' افراد اور اہل علم وفکر کو ہزاروں کی تعداد میں اپنے خرچ پر یا ایام حج کی مہمان نوازی کی بنیاد پر حج کے لیے بلاتے ہیں۔ ان میں رابطہ عالم اسلامی ہے' وزارۃ الحج والاوقاف ہے' وزارۃ الاعلام ہے اور خود شاہی سیکریٹریٹ ہے۔ یہ چاروں ادارے اپنے اپنے دائرے کے لوگوں کو حج کی دعوت دیتے ہیں' بہت سوں کو ٹکٹ بھی خود ہی دیتے ہیں اور بہت سوں کو صرف ایام حج کی شاہی مہمان نوازی سے ہی نوازتے ہیں۔ بہرحال سعودی حکومت کا یہ کارنامہ بھی' جس پر وہ بہت بڑی رقم خرچ کرتی ہے' اس کے دینی جذبے ہی کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اس کا بہترین صلہ اسے دنیا وآخرت میں عطا کرے۔

⑱ عالم اسلام میں' جہاں زیادہ غربت ہے' یا وہ ممالک کفار' جن میں مسلمان اقلیت کے طور پر آباد ہیں اور وہاں وہ کفار کے ظلم وستم کا نشانہ ہیں' سعودی حکومت ان کی بھی امداد کا حتیٰ الامکان اہتمام کرتی ہے' بالخصوص افریقہ وغیرہ میں' جہاں عیسائی مشنریاں زیادہ سرگرم ہیں اور مسلمانوں کی غربت سے فائدہ اٹھا کر انہیں عیسائی بنانے کی کوشش کرتی ہیں' سعودی حکومت ہی وہ واحد حکومت ہے جو ایسے علاقوں میں غریب مسلمانوں کی امداد کر کے یا وہاں علماء ودعاۃ بھیج کر انہیں ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرتی ہے۔

⑳ اسی طرح مسلمان ملکوں اور حکومتوں کے ساتھ بھی وہ مخلصانہ تعاون کرتی ہے اور ہر آڑے وقت میں ان کا سہارا اور دست وبازو بنتی ہے۔ جیسے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں شاہ فیصل مرحوم نے پاکستان کی بھرپور اخلاقی اور مادی مدد کی اور پاکستان کے لیے اپنے تمام وسائل وقف کر دینے کا اظہار کیا۔ غفر اللہ لہ ورحمہ۔ اسی طرح جہاد افغانستان میں سعودی حکومت نے ہر قسم کا تعاون کیا اور بھی دیگر ملکوں اور علاقوں کے ساتھ اس کا یہی معاملہ ہے جیسے فلسطین وغیرہ کا مسئلہ ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے وسائل کو عالم اسلام کی فلاح وبہبود پر خرچ کرنا اور مسلمانوں کے مصائب وآلام میں ان کو مادی سہارا مہیا کرنا سعودی حکومت کا شعار اور اس کا عزم وجذبہ ہے۔

㉑ سعودی عرب میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی احتساب کا کڑا انتظام ہے جو ایک اسلامی مملکت کا بنیادی فریضہ ہے۔ اس لیے وہاں کوئی شخص منکرات اور خلاف شریعت کاموں کا کھلم کھلا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ حکومت کے علم میں ایسی باتیں آتی ہیں تو فوراً ان کے احتساب اور ان کے سد باب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اذان ہو جانے کے بعد کسی شخص کو دکان یا ہوٹل کھلا رکھنے کی جرأت نہیں ہوتی' کیونکہ اقامت صلوٰۃ کا حکومتی سطح پر انتظام ہے اور نماز نہ پڑھنے والوں کا مؤاخذہ ہوتا ہے۔ منکرات کے ازالے کے لیے علماء کی رائے کا بالعموم احترام کیا جاتا ہے' چنانچہ سعودی عرب میں جب ڈش انٹینا عام ہونے لگے تو علمائے کرام نے اس سے پھیلنے والی بے حیائی اور قباحتوں کا ذکر شاہ فہد سے کیا اور انہوں نے علماء کی رائے پر عمل کرتے ہوئے اس پر پابندی عائد کر دی۔

㉒ سعودی عرب میں اسلامی سزائیں ہیں' اسی طرح منشیات فروشوں کے لیے بھی موت کی سزا ہے اور وہاں یہ سزائیں عام طور پر جمعے کی نماز کے بعد کسی

جامع مسجد کے باہر یا اس کے صحن میں برسرعام دی جاتی ہیں' تاکہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں' جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔ ان اسلامی سزاؤں کے نفاذ کی برکت ہے کہ وہاں چوری' رہزنی اور قتل وغارت گری تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ سزاؤں میں کوئی رورعایت نہیں کی جاتی اور نہ کسی کی سفارش سے سزا پر عمل درآمد رکتا ہے۔ جو مجرم ہو' چاہے اس کا تعلق شاہی خاندان سے ہو' جرم کے مطابق سزا پاتا ہے۔

㉓ وہاں عدلیہ بالکل آزاد ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں فوراً بلا تاخیر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ شاہ وقت کو بھی سفارش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی' کیونکہ اسے پتہ ہے کہ عدالت میں بے لاگ انصاف ہو گا۔ وہاں قانون سب کے لیے یکساں ہے' امیر اور غریب قانون کی نظر میں سب ایک ہیں۔

㉔ سعودی حکومت میں فقہی جمود اور حزبی تعصب نہیں ہے' وہ تمام اسلامی فرقوں کا احترام اور تمام مکاتب فکر کے علماء سے استفادہ کرتی ہے سوائے اہل بدعت کے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی جامعات میں حنفی' شافعی اساتذہ کافی تعداد میں ہیں' صرف حنبلی یا اہل حدیث اساتذہ ہی نہیں ہیں۔ مسلک کی بنیاد پر غیر حنبلی اساتذہ سے نہ تعصب برتا جاتا ہے نہ ان سے کوئی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اجتہادی مسائل میں فقہی توسیع سے کام لیا جاتا ہے اور ان تمام مکاتب فکر کے علماء سے یکساں طور پر استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی فقہ اکیڈمی' جس میں کبار سعودی علماء شامل ہیں' اس میں وہ قرآن وحدیث کی برتری کو تسلیم کرتے ہوئے چاروں فقہوں سے استفادہ کرتی ہے' کسی ایک ہی فقہ پر اصرار نہیں کرتی اور ہر معاملے میں کسی ایک فقہ کی رائے پر عمل کرنے کی بجائے وہ براہ راست قرآن وحدیث کی نصوص سے استدلال کرتی ہے۔ اس دور میں اجتہاد کا یہی صحیح اور بہترین طریقہ ہے جو سعودی عرب کی حکومت نے اختیار کیا ہے۔

㉕ اس کے ساتھ ساتھ وہ توحید وسنت کے بارے میں کسی مفاہمت کی قائل نہیں۔ اس لیے شرک وبدعت اسے کسی طور بھی گوارا نہیں۔ شرکیہ اور بدعیہ امور سے یہ خطہ پاک ہے' پورے سعودی عرب میں کوئی پختہ قبر نہیں' کسی صحابی یا بزرگ کی قبر پر قبہ اور گنبد نہیں' کوئی قبر مشکل کشائی کے لیے مرجع خلائق نہیں' میلاد وگیارہویں کی رسمیں اور جلوس نہیں۔ بہت سی کوتاہیوں کے باوصف سعودی عرب کا یہ کردار' توحید وسنت سے پیار اور شرک وبدعت سے بغض وعناد۔ ایک مثالی کردار ہے جو خالص اور بے آمیز اسلامی تعلیمات پر مبنی اور [مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ] کا آئینہ دار ہے۔

㉖ سعودی حکومت اسلام کی علم بردار اور وحدت اسلامی کی داعی ہے۔ وہ مسلمانوں کو عرب قومیت کی طرف نہیں بلاتی' جیسے بعض عرب قائدین کی دعوت ہے' اسی طرح کسی اور ازم کی طرف نہیں بلاتی' جیسے بدقسمتی سے آج مسلمان ممالک پر بہت سے قائدین کا شیوہ ہے۔ نہ وہ سیکولرازم کی داعی ہے' جیسے بہت سے مسلمان لیڈر اس افتراق کے نچوڑ ہیں۔ وہ مغربی تہذیب کی فدائی بھی نہیں' جیسے آج تمام اسلامی ممالک اس کے والہ وشیدا ہیں۔ توحید وسنت کے تقاضوں کی طرح' اسلامی تہذیب وتمدن کے طور واطوار بھی آج صرف سعودی معاشرے میں ہی نظر آتے ہیں' ورنہ ہر مسلمان ملک کا معاشرہ جیسے شرک وبدعت سے آلودہ ہے' ویسے ہی بے حیائی اور بے پردگی بھی اس میں عام ہے۔ اعاذنا اللہ منہما

❀❀❀❀❀

بقیہ شاہ فہد کمپلیکس مدینہ منورہ

قرآن کے صوتی نسخے:

قرآن حکیم کے مطبوعہ نسخوں کے ساتھ ساتھ صوتی نسخ بھی قرآن کمپلیکس کی خاص پیش کش ہیں۔ اس شعبہ میں روزانہ ہزاروں آڈیو، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈی تیار ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے امام حرم نبوی الشیخ عبدالرحمٰن، الحذیفی ﷾ کی ملکوتی آواز میں مکمل قرآن مجید ریکارڈ کیا گیا۔ ان کے علاوہ ابراہیم الاخضر، قاری ایوب برماوی کی آوازوں میں بھی مکمل قرآن مجید ریکارڈ کیا گیا ہے۔

تمام اہل اسلام کے نزدیک سنت مطہرہ، قرآن کے بیان اور وحی پر مشتمل ہے۔ سنت کی تشریعی اہمیت کے پیش نظر قرآن کمپلیکس میں سنت نبویہ کے متون وشروح کی طباعت کا شعبہ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ جس میں مدینہ یونیورسٹی سے منسوب علماء محققین کا تعاون حاصل کیا گیا ہے۔ اس میں کتب حدیث کی طباعت کے علاوہ ذخیرۂ حدیث سے استفادہ کے لیے کمپیوٹر سے مدد لینے کے لیے متعدد پروگرام زیر ترتیب ہیں۔

شاہ فہد ؒ کی وفات کے بعد موجودہ خادم الحرمین الشریفین، شاہ عبداللہ ﷾ اس کمپلیکس کے سرپرست ہیں جن کی ترجیحات کے مطابق مجمع کے کام میں مزید ترقی کی راہیں تلاش کی جا رہی ہیں۔ یہ منصوبہ المملکۃ العربیۃ السعودیہ کے سنہری کارناموں میں شمار ہوگا اور حرمین شریفین میں تاریخی توسیع کے عدیم النظیر منصوبے کی طرح تاریخ میں یاد رکھا جائے گا اور قرآن حکیم کی خدمت اور ترویج کا یہ ادارہ شاہ فہد ؒ کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔

اسی طرح موجودہ خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز ﷾ کے میزان حسنات میں ایک بہت وزنی نیکی بنے گا اور ان کی نیکیوں کے پلڑے کو جھکانے کا باعث ہوگا۔ ان شاء اللہ!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پرچم والی مملکت سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ تا قیامت قائم رکھے، اسے حاسدین و ماکرین کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کی اسلام اور مسلمانوں کے لیے مخلصانہ کوششوں کو قبول فرمائے اور ان میں برکت کرے اور خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز ﷾ کو کامل صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے، ان کا سایہ امت مسلمہ پر تادیر قائم رکھے' ان کے ولی العہد کو بھی اور ان کے جملہ اخوان واعوان کو اپنی توفیق سے بہرہ مند رکھے۔

❀❀❀❀❀

مبارکباد

اسلامی انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر حافظ احمد حماد ﷾' مکتب الدعوۃ السعودیہ اسلام آباد کی دعوت پر فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حج کو قبول ومنظور اور خیر وبرکات کا ذریعہ بنائے۔ آمین! ہم اس سعادت پر انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کا تصورِ سیاست

تحریر: جناب مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ایک انقلابی مجدد تھے۔ انہوں نے جس معاشرے میں آنکھیں کھولی تھیں اس کے کسی ایک یا چند گوشوں تک ان کی تجدید' سرگرمیوں اور انقلابی تگ و دو کا دائرہ محدود نہ تھا۔ بلکہ تجدید و انقلاب کا یہ عمل ہر پہلو سے جامع اور ہمہ گیر تھا۔ وہ نصف صدی کی جہد مسلسل اور تگ و دو کے بعد جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے صرف ایک احساس وشعور سے لبریز تحریک ہی نہیں چھوڑی، بلکہ ایک ایسی وسیع و عریض اور مستحکم اسلامی ریاست بھی چھوڑی جو اپنی ذات، اپنے وجود اور اپنی تکنیکی ہیئت کے اعتبار سے سراپا دعوت اور نمونہ حق تھی۔ آپ اس حکومت کے آئینی سربراہ تو نہ تھے لیکن اس کی تشکیل وتعمیر تمام تر آپ کے اصول ونظریات کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ آپ نے اگرچہ کوئی ایسی تصنیف نہیں چھوڑی جو آپ کے تصور سیاست کی مکمل طور پر آئینہ دار ہو، لیکن آپ کی انقلابی اور تجدیدی سرگرمیوں کی بنیاد پر استوار کی ہوئی یہ اسلامی ریاست بذات خود ایک کتاب ہے جس کے لوح جہانبانی اور اوراق حکمرانی پر آپ کے افکار و نظریات پڑھے جاسکتے ہیں اور آپ کے تصور سیاست کے خدوخال نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

شیخ الاسلامؒ نے سلسلہ تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنی دعوت تجدید و اصلاح کا باقاعدہ آغاز شہر حریملاء سے کیا تھا۔ لیکن اس شہر میں بہت جلد ایسے حالات پیش آئے کہ انہیں اپنا مرکز دعوت بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے شہر عیینہ کا انتخاب کیا۔ حاکم شہر عثمان بن حمد بن معمر کے سامنے اپنی دعوت پیش کی اور بھرپور کوشش کی کہ وہ اس دعوت کی حمایت پر آمادہ و کمربستہ ہو جائے۔ آپ کی کوشش کامیاب رہی، حاکم شہر حمایت پر آمادہ ہوگیا، اس کے بعد آپ نے اس شہر اور اس کے اطراف میں پوری مستعدی اور حکومت کی پوری قوت کے ساتھ تجدیدی' اصلاحی اور انقلابی سرگرمیاں شروع کر دیں، شرک کے نشانات مٹا ڈالے، شرعی حدود جاری کیں اور لوگوں کو حلال وحرام کا پابند بنایا۔

الشیخ کی درعیہ میں آمد

لیکن حالات نے بہت جلد پلٹا کھایا اور شیخ الاسلامؒ کو ایک بار پھر دارورسن تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ شہر عیینہ کی سدھرتی ہوئی سرزمین آپ پر تنگ ہوگئی اور آپ کو وادی بنو حنیفہ کے ایک اور شہر درعیہ میں پناہ لینا پڑی۔ آپ نے اصلاح خلق کا کام یہاں بھی قدم رکھتے ہی شروع کر دیا اور خاصے بڑے پیمانے پر شروع کر دیا لیکن چھپ چھپ کر اور اجنبی نگاہوں سے بچ بچ کر۔ کیونکہ اس بندۂ حق کو اگرچہ بذات خود ابتلاء و آزمائش کی کوئی پروا نہ تھی، لیکن اسے میزبانوں کے لئے امتحان بننا بھی گوارا نہ تھا۔ آخر حکومت خود در دولت پر حاضر ہوئی۔ امیر شہر محمد بن سعود اپنے بھائیوں کی ترغیب سے شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں خود نیاز مندانہ تشریف فرما ہوا۔ ٹھیک یہی موقع تھا جب شیخ الاسلامؒ نے اپنی خداداد فراست سے کام لیتے ہوئے اس شخص کے اندر چھپے ہوئے جوہر قابل کی شناخت کر لی اور پوری قوت کے ساتھ اس کے سامنے دعوت توحید پیش کر دی، پھر نجد کی عام پراگندگی وزبوں حالی اور فساد وبدعملی کا دردناک نقشہ کھینچ کر آپ نے بتلایا کہ ان حالات میں ایک ''مسلمان حاکم'' کے فرائض کیا ہوا کرتے ہیں۔

امیر محمد بن سعود کی حمایت

محمد بن سعود جس سے چند لمحات پہلے تک طرح طرح کے اندیشے محسوس کئے جا رہے تھے، شیخ الاسلامؒ کی اس تقریر سے اس حد تک متاثر ہوا کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک کیلئے ان کا اور ان کی دعوت کا طاقت ور ترین دست و بازو بن گیا۔

شیخ الاسلامؒ نے حاکم درعیہ کا تعاون حاصل ہوتے ہی اپنی خفیہ دعوت کو علانیہ دعوت میں تبدیل کر دیا۔ مراکز شرک و بدعات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ شعائر اسلام کا احیاء کیا۔ حرام و حلال کی پابندی کرائی، حکومت کے پورے ڈھانچے کا نظم ونسق اسلامی اصولوں پر استوار کیا۔ شرعی حدود کا نفاذ کیا اور زندگی کے جن جن گوشوں میں تبدیلی وتغیر کے لیے حکومت کی طاقت استعمال کرنے کی ضرورت پڑی تو بے دھڑک اس طاقت سے کام لیا۔ چنانچہ آپ ایک عراقی عالم سویدی کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''میں اپنی بستی میں صاحب منصب ہوں' میری بات سنی جاتی ہے اور میں نے اپنے ماتحتوں پر نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور دیگر فرائض کا بجالانا ضروری قرار دے رکھا ہے اور انہیں سود، شراب نوشی اور ہر قسم کی منشیات کے استعمال سے روک دیا ہے۔'' (الشیخ محمد بن عبدالوہاب لابن حجر قاضی قطر ص ۴۹)

شیخ الاسلامؒ نے اپنی دعوت کے نقطہ آغاز ہی میں اس طرح کے جو اقدامات کئے اور اپنی دعوت کے نشوونما کے لئے حاکمانہ اقتدار کے وسیلہ کو جس چستی اور چابکدستی کے ساتھ اختیار و استعمال کیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انہوں نے آغاز دعوت کے ساتھ ہی یہ حقیقت محسوس کر لی تھی کہ وہ خدائے واحد کے احکام کی بالاتری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بنیاد پر معاشرے کے اندر جو جامع اور ہمہ گیر انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں اس کی تکمیل اور پائدار بقاء کی توقع ہی فضول ہے، بلکہ اس کے وجود کا تصور ہی بے معنی ہے جب تک کہ سیاسی غلبہ وتفوق کے ذریعہ اس کے نفاذ اور تحفظ کا بندوبست نہ کرلیا جائے کہ ؎

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

اس اقتدار کے بغیر ارشاد وتلقین' وعظ وتذکیر اور ہدایت ورہنمائی کے ذریعہ اسلامی خطوط پر اصلاح وتربیت کا کام تو کیا جا سکتا ہے اور ہم مشرب وہم خیال افراد کی ایک بہت بڑی جماعت تو تیار کی جاسکتی ہے اور درحقیقت یہ اسلامی انقلاب کا وہ بنیادی عمل ہے جسے شیخ الاسلامؒ نے ابتداء سے انتہاء تک بہت بڑے پیمانے پر انجام دیا۔ اور یہی وہ اصل مطلوب ومقصود ہے جس کے لئے اسلامی انقلاب کی کوششیں کی جاتی ہیں لیکن اسلام میں ''پورے پورے'' طور پر داخل ہونے کیلئے، حدود وتعزیرات سے

متعلق اسلامی احکام و فرائض کی ادائیگی کیلئے تیار شدہ معاشرہ پر کنٹرول کے لئے، اسے داخلی اور خارجی فتنوں سے محفوظ رکھنے کیلئے، حملہ آور طاقتوں کا حملہ روکنے کیلئے اور جماعت کو تحلیل و فنا سے بچانے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اصلاحی کوششوں سے تیار کی گئی جماعت اپنا اقتدار و اختیار اپنے ہی ہاتھوں میں رکھے اور یہ اقتدار جس قدر جلد اپنے ہاتھ میں آجائے دعوت کے فروغ و ظہور کے لئے اتنا ہی بہتر ہے۔ غالباً انہی احساسات کے تحت شیخ الاسلامؒ نے عیینہ اور درعیہ میں حکام وقت کو اپنی دعوت پیش کرنے کے سلسلے میں خصوصی اہمیت دی اور ان کی معاونت کو بلا پس و پیش قبول کرتے ہوئے فروغ دعوت اور نفاذ شریعت کے کام میں اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

شیخ الاسلامؒ کے یہ اقدامات بتلاتے ہیں کہ ان کے نزدیک سیاسی غلبہ وتفوق اور حاکمانہ اقتدار و بالادستی دین اسلام کا ایک اہم جزو اور اسلامی شریعت کے بنیادی احکامات کے برپا اور نافذ کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے جس کی حیثیت اسلامی نقشے اور خاکے کے اندر محض ''بھرتی'' کے ایک رنگ کی نہیں بلکہ ایک مطلوب و مقصود ذریعہ کی ہے جس پر اسلام کے بہت سارے واجبات و فرائض کی ادائیگی موقوف ہے۔

شیخ الاسلامؒ کے نقطہ نظر سے اسلام میں سیاسی اقتدار و بالادستی کی اس حیثیت کی تعیین کے بعد یہ سوال سامنے آتا ہے کہ ان کے نقطہ نظر سے اس اقتدار کا منشا اور مقصد کیا ہے؟ اس سلسلے میں ہم ابھی یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ ان کے طرز عمل سے جو بات اخذ ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ اقتدار بذات خود مطلوب نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا ایک ناگزیر ذریعہ ہونے کی حیثیت سے مطلوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے عز و وقار کے اوج کمال پر پہنچ جانے کے باوجود کسی بھی درجہ میں ایک دن کے لئے بھی اقتدار و حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں نہ لی۔ حکومت و سیاست کے تمام مناصب کے لئے اپنے شاگردوں، پیروکاروں اور متبعین میں سے باصلاحیت افراد کو منتخب کیا اور خود وعظ و تلقین اور ارشاد و رہنمائی کا کام انجام دیتے رہے۔ آپ کے مکتوب کے پچھلے اقتباس پر ایک نگاہ پھر ڈال لیجئے! کتنی صفائی کے ساتھ آپ نے واضح کیا ہے کہ میں اپنی حیثیت کا استعمال اپنے ماتحتوں میں احکام شریعت کے نفاذ اور نواہی شریعت سے ممانعت کیلئے کرتا ہوں۔

امیر درعیہ..... محمد بن سعود..... نے جب آپ کی دعوت قبول کرنے اور آپ کا ہر ممکن تعاون کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو دو شرطیں پیش کی تھیں: ایک یہ کہ آپ درعیہ چھوڑ کر کسی اور مقام کو اپنا مستقر نہ بنائیں گے۔ دوسری یہ کہ اہل درعیہ سے پھلوں کی پیداوار کے وقت جو ٹیکس لیا جاتا ہے آپ اس سے منع نہ کریں گے۔ یہ لمحہ اگرچہ بہت ہی نازک تھا، امیر عیینہ کے بارے میں یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ وہ معاونت کا پرجوش جذبہ رکھنے کے باوجود مالی خسارے ہی کے خوف سے پھسلا تھا اور اب امیر محمد بن سعود نے بھی مالی خسارے سے دستبردار نہ ہونے کی شرط پیش کر کے اس اندیشے کو زبردست تقویت پہنچا دی تھی کہ وہ مادی منفعت کو ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر پھسل سکتا ہے اور یہ معلوم تھا کہ امیر محمد بن سعود کے پھسل جانے سے دعوت کی کامیابی کی ایک بہت بڑی راہ مسدود ہو جائے گی۔ لیکن شیخ الاسلامؒ نے دوسری شرط بلا تامل رد کر دی۔ کیونکہ جس ٹیکس پر پابندی نہ لگانے کی شرط رکھی گئی تھی وہ غیر شرعی ٹیکس تھا۔ اس طرح آپ نے ایک مزید ناکامی اور ابتلاء و آزمائش کے امکان کو تو قبول کر لیا لیکن یہ بات ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ کی کہ اقتدار و حکومت کو مداہنت اور مصلحت ہی کے طور پر سہی اور وقتی طور پر ہی سہی غلط راہ پر چلنے اور غلط راہ سے مال جمع کرنے کی اجازت دی جائے۔

آپ کی زندگی ہی میں بلکہ آغاز دعوت کے چند ہی برسوں بعد مخالفین سے جہاد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ آپ نے قرآنی آیات کی روشنی میں نہایت باریکی کے ساتھ اس بات کا تجزیہ کیا کہ جن لوگوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی ان میں کون سے لوگ ایسے ہیں جن سے شرعاً جہاد کیا جا سکتا ہے اور کون سے لوگ ایسے ہیں جن سے جہاد کی گنجائش نہیں.....!! اس تحلیل و تجزیہ کے بعد ہی آپ نے اپنے پیروکاروں کو تلوار اٹھانے کی اجازت دی اور کسی بھی مرحلے میں شریعت کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کی اجازت نہیں دی۔

جہاد میں جو مال غنیمت ہاتھ آتا تھا وہ سب کا سب آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا جاتا تھا، آپ سارے کا سارا مال غنیمت ٹھیک شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کر دیتے تھے اور استحقاق کے بغیر ایک حصہ بھی نہ خود لیتے تھے نہ کسی اور کو دیتے تھے۔

دوران جہاد صلوٰۃ خوف کا ٹھیک اسی طرح اہتمام کیا جاتا تھا جس طرح جناب رسالت مآب ﷺ کے مبارک دور میں ہوا کرتا تھا، ایران جنگ اور زخمیوں کے سلسلہ میں ٹھیک انہی ضوابط پر عمل ہوتا تھا جو شریعت نے مقرر کر رکھے ہیں۔ غرض اقتدار و اختیار اور حکومت و بالادستی کی ساری قوت مکمل طور پر شریعت اسلامی کے تابع تھی کیونکہ یہ قوت بذات خود مطلوب نہ تھی۔ شیخ الاسلامؒ کا یہ طرز عمل واضح طور پر نشاندہی کرتا ہے کہ ان کے نزدیک اقتدار اور حاکمانہ بالادستی کا مقصد کیا ہے؟ اور اس کی حدود کیا ہیں؟ اس طرز عمل کے علاوہ آپ نے اپنے ایک رسالہ میں جو طاغوت کا معنی بیان کرنے کیلئے مستقل طور پر لکھا گیا ہے، طاغوت کی جو تفسیر کی ہے اس سے بھی آپ کا موقف متعین ہو جاتا ہے۔ آپ نے طاغوت کی بڑی بڑی پانچ قسمیں قرار دی ہیں: ① ابلیس، ② وہ حکمران جو ظالم اور اللہ کا حکم بدلنے والا ہو، ③ وہ جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر حکومت کرے، ④ علم غیب کا مدعی، ⑤ وہ غیر اللہ جس کی پوجا کی جائے۔ اس میں نمبر ② اور ③ سے آپ کے نقطہ نظر کی تعیین ہوتی ہے۔

یہ ہے اسلام کا ٹھیک اور صحیح نقطہ ہے اس نقطہ نظر کو پیش نظر رکھ کر شیخ الاسلامؒ کی کارروائیوں پر نگاہ ڈالئے تو آپ کو کوئی الجھن محسوس نہ ہوگی بلکہ آپ دیکھیں گے کہ شیخ الاسلامؒ نے اس معاملہ میں بھی ٹھیک انہی خطوط پر قدم اٹھائے ہیں جو اسلامی نقطہ نظر سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔

دعوت توحید اور تجدید شریعت کا جو کام وہ لے کر اٹھے تھے اسے قبول کرنے سے پہلے بھی محمد بن سعود برسر اقتدار تھا۔ اس کے خاندان کو اس کے اطراف میں کوئی تین صدی پہلے سے مقبولیت اور عز و وقار حاصل تھا۔ حتیٰ کہ چھوٹے بڑے بہت سے قبائل اس کی خاندانی سیادت و امارت کے زیر سایہ سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ پھر محمد بن سعود نے پہلی ہی ملاقات میں دعوت توحید قبول کر کے اپنی حدود امارت میں اسلامی ضوابط کا نفاذ کر دیا۔ اس طرح ایک ایسا حکمران ثابت ہوا جس کا اقتدار اسلامی نقطہ

نظر سے مقصود و مطلوب تھا۔ پھر اس کی زندگی ہی میں اس کی اولاد اور اس کے خاندان کے دیگر افراد نے اسلام کی اشاعت اور دین کی اقامت میں پیش قدمی، اولوالعزمی اور جاں نثاری کے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے اور اس سلسلہ میں امیر عبدالعزیز نے اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ، جہاد و قتال اور سیاسی سوجھ بوجھ کے اعتبار سے ایسا امتیازی مقام حاصل کیا کہ وہ پوری جماعت جس نے شیخ الاسلام کی دعوت تجدید قبول کی تھی، اور وہ سارے اہل الرائے جو اس جماعت کا مغز اور دماغ ہونے کی حیثیت سے اہل شوریٰ تھے، ان کی نگاہیں سربراہی و اقتدار کیلئے اس خاندان کے علاوہ نہ کسی اور خاندان پر پڑ سکتی تھیں اور نہ اس خاندان کے اس فرد خاص..... امیر عبدالعزیز کے علاوہ کسی اور فرد پر پڑ سکتی تھیں۔

چنانچہ بعض حالات میں آل رشید نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے (جو ابن سعود کی نسبت سے معروف تھے) جب سعودی اقتدار کے دوسرے زوال کے گیارہ برس بعد ۵ شوال ۱۳۱۹ھ، ۱۹۰۲ء کی صبح بالکل ڈرامائی انداز سے چالیس آدمیوں کے ذریعہ ریاض پر قبضہ کر کے آل سعود کی حکومت کا اعلان کیا تو جوش مسرت کا ایک طوفان امڈ آیا۔ اس خوشی میں ریاض اور اطراف ریاض کے باشندوں نے ایسا جشن منایا کہ ریاض کی سرزمین پر چشم فلک نے کبھی ایسا نظارہ نہ دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد نجدی رضا کاروں نے آل رشید کے اقتدار کے خاتمے کے لئے جس جاں نثاری و فداکاری کے ساتھ علم جہاد بلند کیا وہ سعودی تاریخ کا ایک بے نظیر باب ہے۔ آل رشید جنہوں نے اپنے خاندان کے علاوہ ترکی و حجاز کی دوہری امداد کی بنا پر آل سعود کو ''سبق'' سکھانا چاہا تھا، آل سعود کے فداکاروں کے بالمقابل بتاشے کی طرح چکنا چور ہو کر پانی کے بلبلے کی طرح فنا ہو گئے۔ آج نجد کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر دیکھو تو ان کا کوئی نام لیوا نہ ملے گا۔

اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ آل سعود کو نجد و اطراف نجد میں ایسا اثر و رسوخ، عز و وقار اور مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ قبائل نجد کے لئے اس خاندان کے علاوہ کسی اور خاندان کی حکومت و سیادت قابل قبول نہیں ہو سکتی تھی۔ بلکہ اس طرح کی کوئی بھی کوشش سخت انتشار، فتنے، تفرقے، تصادم اور باہمی خونریزی کا سبب بن سکتی تھی۔

اس لئے شیخ الاسلامؒ نے تشکیل اقتدار کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا تھا وہ نہ اسلام سے متصادم تھا نہ اس کے خلاف، بلکہ اس کے منشاء و روایات اور نظائر کے عین مطابق تھا۔

پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حکمران کے انتخاب میں شوریٰ کے رجحان اور اس کی حیثیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ سعودی عرب میں اب بھی شورائیت کا نظام اتنا پختہ اور سربراہ مملکت کے انتخاب سے لے کر پالیسی وضع کرنے تک میں اس کا دخل اس حد تک ہے کہ وہاں کا کوئی ''بادشاہ'' ڈکٹیٹر بننے کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ شوریٰ میں کسی قبیلہ اور خاندان کی تخصیص کے بغیر ایسے افراد کو نمائندگی دی جاتی ہے جو اپنے علم و فضل اور دور اندیشی و تدبر میں ممتاز حیثیت رکھتے ہوں۔ بلکہ دیگر ممالک سے آئے ہوئے باصلاحیت افراد کو بھی سعودی حکومت نے شوریٰ، پالیسی ساز اداروں اور اہم ترین مناصب پر فائز کیا ہے۔

بیجا نہ ہوگا کہ اس سلسلے میں خود شیخ الاسلامؒ کی ایک ایسی تحریر کا اقتباس پیش کر دیا جائے جس میں ضمنی طور پر مختصراً ان مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ اہل قصیم کے نام پر اپنے ایک خط کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''میں ہر امام کے ساتھ جہاد کو نافذ مانتا ہوں، خواہ نیک ہو یا بد، اور اس کے پیچھے نماز باجماعت کو درست سمجھتا ہوں اور میں اچھے برے تمام مسلم حکمرانوں کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری سمجھتا ہوں تاوقتیکہ وہ اللہ کی معصیت کا حکم نہ دیں اور جو شخص منصب خلافت پر فائز ہو جائے اور لوگ اس پر مجتمع ہو جائیں، یا جو شخص بزور شمشیر خلیفہ بن بیٹھے اس کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے اور اس سے بغاوت کرنا حرام ہو جاتا ہے۔'' (الشیخ محمد بن عبدالوہاب لابن حجر قاضی قطر ص ۴۷)

خلاصہ یہ کہ شیخ الاسلامؒ سیاست کو دین کا جز و لاینفک سمجھتے تھے۔ وہ اصول و ضوابط، قواعد و کلیات، وسائل و طریقہ کار، اکرام و نوازش، صلح و جنگ و مقاصد ہر اعتبار سے سیاست کو دین اسلام کا پابند بنانے کے قائل تھے۔ ان کے نزدیک سیاسی غلبہ تفوق ایک مطلوب و مقصود امانت تھی لیکن بذات خود نہیں بلکہ اقامت دین کے وسیلہ کی حیثیت سے، وہ زندگی بھر جس اصول پر کاربند رہے اس کی شہادت یہی ہے۔ (واللہ اعلم) ●●

پیغام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع میانوالی کے زیر انتظام مؤرخہ ۱۷ ستمبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ نماز ظہر تا عصر جامع مسجد مرکز عبدالرحمٰن بن عوف اہل حدیث محلہ جلوخیل کمر مشانی اور مرکز اہل حدیث عقب سول ہسپتال کالا باغ میں بعد نماز عشاء عظیم الشان پیغام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں علامہ سیف اللہ خالد ملتانی کا خصوصی خطاب ہوگا۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث میانوالی

افتتاحی درس قرآن

حفظ و تجوید و قراءت کی معیاری درسگاہ ربانیہ اسلامک سنٹر امیر پارک جناح روڈ گوجرانوالہ میں نئے تعلیمی سال کا افتتاحی درس قرآن ۲۹ اگست بروز جمعہ نماز عصر کے بعد منعقد ہوا۔

قاری عدنان شفیق نور پوری نے تلاوت قرآن فرمائی، نظم و نعت قاری محمد ابوبکر ربانی کاشمیری اور حضرت مولانا اصغر توحیدی صاحب نے پیش کی۔ خصوصی خطاب شیر اسلام حضرت مولانا منظور احمد صاحب نے ارشاد فرمایا جسے حاضرین خواتین و حضرات نے بہت پسند فرمایا' آخر میں ادارہ کے مدیر اور شعبہ تجوید کے استاد حضرت قاری عنایت اللہ ربانی کاشمیری صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

منجانب: قاری عثمان سلفی مدرس ادارہ ہذا

تصحیح

شمارہ نمبر ۳۵ مجریہ ۱۲ ستمبر ۲۰۱۴ء کے صفحہ تین پر شعر کی اس طرح تصحیح کر لیں۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

خطبہ جمعۃ المبارک

۱۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد اہل حدیث سریسر چک ۲۱' تحصیل پتوکی ضلع قصور مولانا حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی صدر A.Y.F پاکستان ارشاد فرمائیں گے۔

منجانب: حافظ صابر محمد شمعون۔ ریاض بدر۔ انتظامیہ مسجد ہذا

ضرورت سکول ٹیچر

دارالعلوم کو ایسے متدین' ہمہ وقتی مدرس کی ضرورت ہے جو نویں اور دسویں جماعت کو انگریزی اور ریاضی پڑھانے کا تجربہ رکھتے ہوں۔ معقول معاوضہ دیا جائے گا۔

رابطہ: سید جنید غزنوی' مہتمم دارالعلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ ۴۔ شیش محل روڈ۔ لاہور 042-37112045

0335-1443583-0313-4600183

شاہ فہد قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ

قرآن حکیم کی طباعت اور نشر و اشاعت کا منفرد اور عظیم الشان ادارہ

تحریر

جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ
اسلام آباد

یوں تو قرآن کریم اور علومِ قرآن کریم کی خدمت اور ان کی نشر و اشاعت مملکت سعودی عرب کا اس کے یومِ تاسیس سے مقصد اولین اور طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ریاست سعودی عرب کے بانی شاہ عبدالعزیز خود بھی قرآن مجید کے حافظ تھے اور قرآن مجید کی نشر و اشاعت کا جذبہ بھی وافر رکھتے تھے چنانچہ انھوں نے مصحف مکہ کے نام سے قرآن مجید اور ابن کثیر، تفسیر بغوی کے نام سے اس کی بہترین تفاسیر بھی شائع کروا کے تقسیم کیں۔ مختلف ادوار میں تفسیر بالماثور پر مشتمل کتب تفسیر یونیورسٹیوں میں قائم شعبہ ہائے تفسیر و علوم القرآن الکریم، تمام اکناف عالم میں منعقد ہونے والے مسابقاتِ تحفیظ و تجوید القرآن، قرآن و سنت کے مراکز کی سرپرستی اور بالخصوص جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کلیہ القرآن الکریم والدراسات الاسلامیہ اس کی تابندہ نشانیاں ہیں۔

تاہم مدینہ منورہ میں تبوک روڈ پر کئی مربع کلومیٹر رقبے پر مشتمل مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف (شاہ فہد قرآن کمپلیکس) دنیا بھر میں خدمت قرآن کریم و علوم قرآن کا ایسا عظیم ادارہ ہے جو بے نظیر اور اپنی مثال آپ ہے۔

شاہ فہد رحمہ اللہ کو قرآن حکیم سے شغف اپنے عظیم والد شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے وراثت میں ملا تھا۔ ان کا عزم تھا کہ معمورۂ زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ چھوڑیں گے جہاں قرآن کریم اپنے انوار و معانی کے ساتھ جلوہ گر نہ ہو۔ چنانچہ انھوں نے قرآن کمپلیکس کے لیے دارالھجرۃ مدینہ طیبہ کا انتخاب کیا۔ یہ انتخاب بھی ان کی ژرف نگاہی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس لیے کہ اسی پاک سرزمین کو سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران جیسی عظیم سورتوں کا مھبط ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور یہیں مسجد نبوی ہے جہاں ہر سال جبریل امیں رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور فرماتے تھے۔

اسی مبارک شہر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے جامع اول ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اسی مبارک عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت حضرت عثمان ذوالنورین کے حصہ میں آئی تو قلمروئے خلافت کے اطراف و اکناف میں المصحف الامام کی نقول اسی طیبہ الطیبہ سے ہی ارسال کی گئی تھیں۔ یقیناً اسی تاریخی پسِ منظر کو سامنے رکھتے ہوئے خادم الحرمین الشریفین ملک فہد رحمہ اللہ نے قرآن حکیم کی وسیع تر پیمانے پر طباعت اور نشر و اشاعت کے لیے طیبہ الطیبہ کی سرزمین کا انتخاب کیا۔ اس مبارک منصوبے کا افتتاح صفر المظفر ۱۴۰۵ ہجری کو انہی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اسی موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا: ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید واثق ہے کہ یہ منصوبہ قرآن کریم، دین حنیف اور امت اسلامیہ کی خدمت کے لیے ایک مبارک اقدام ثابت ہوگا۔

میری تمنا ہے جو دعا بن کر میری زبان پر جاری ہے کہ اللہ رب العزت اس کارِ خیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمیں ہمت، طاقت اور توفیق سے بہرہ مند فرمائے تاکہ مسلمانوں کو اس عظیم کتاب کے نسخے ممکن حد تک خوبصورت شکل و صورت اور دل پذیر انداز میں مہیا ہوتے رہیں اور تمام مسلمان اس کے عظیم معانی اور مطالب پر با آسانی غور و تدبر کر سکیں۔

وہ گھڑی یقیناً قبولیت کی گھڑی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ شاہ فہد رحمہ اللہ نے اس کے لیے جملہ مصارف اپنی طرف سے مہیا کیے اور اس کی نگرانی کے لیے اعلیٰ سطحی کمیٹی مقرر کی۔ جس کی صدارت کا منصب وزارۃ، الشئون الاسلامیہ والاوقاف والدعوۃ والارشاد کو سونپا گیا۔

قرآن کمپلیکس کا مقر:

شاہ فہد قرآن کمپلیکس کی عمارت جدید تعمیر کا عظیم الشان کام ہی نہیں بلکہ ظاہری اور معنوی طور پر جلال و جمال کا مظہر ہے۔ گویا علامہ اقبال کی نظم مسجد قرطبہ کے مصرعہ کو کرۂ ارض پر ایک اور تعبیر مل گئی ''جب تو بھی حسین و جمیل وہ بھی حسین و جمیل'' مین گیٹ رحل پر رکھے قرآن کے ماڈل پر مشتمل ہے اور یہ وسیع عمارت عظیم الشان مسجد، دفاتر، مطبعہ خانوں، کمپیوٹرائزڈ مشینوں اور رہائشی کالونی پر مشتمل ہے۔

ساحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ عبدالعزیز بن صالح آلِ شیخ کی مشاورت سے دمشق کے عالمی شہرت یافتہ خوشنویس جناب عثمان طہ کے قلم کا لکھا ہوا قرآن کریم کا نسخہ شاہ فہد قرآن کمپلیکس میں اولین طباعت کے لیے منتخب ہوا اور ہر دیکھنے والا حسنِ انتخاب کی داد دیتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کے لیے مولانا عبدالرحمن کیلانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ طبع کیا جاتا ہے جو یہاں کے رواج کے مطابق اعراب سے آراستہ اور رکوع کی نشاندہی پر مشتمل ہے۔ لفظی تصحیح کے لیے علماء تجوید و قراءت، ماہرین خط قرآنی نیز علم تفسیر، فقہ اور علوم عربیہ کے ماہرینِ متن علماء کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ طباعت سے جلد بندی تک سب کام کمپیوٹرائزڈ مشینوں پر انجام پاتا ہے۔ اس کے باوصف آخری مراجعت میں ایک ایک نسخے کو نہایت دقتِ نظر سے چیک کیا جاتا ہے اور مراجعت کرنے والا اپنے دستخط ثبت کرتا ہے جو اس امر کی علامت ہے کہ وہ ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ شاہ فہد کے افتتاحی خطاب سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد قرآن حکیم کے متن کی فراہمی کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی کو فروغ دینا بھی ان کے پیش نظر تھا۔

چنانچہ معریٰ نسخوں کے ساتھ ساتھ متعدد زمانوں میں ترجمہ معانی القرآن اور تفسیری حواشی سے مزین نسخے بھی طبع کیے جاتے ہیں، جنھیں ثقہ علماء کی نگرانی میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس وقت تک اردو، انگریزی، فارسی، فرانسیسی، چینی، ترکی جیسی بین الاقوامی زبانوں کے ساتھ ساتھ بنگالی، ملائی، عقائی، مالیاری، بروھی زبانوں میں بھی ترجمہ و تفسیر طبع اور تقسیم کی جاتی ہے اور اس وقت تک کروڑوں نسخے دنیا بھر میں خاص طور پر یورپ انٹارکٹیکا اور افریقہ کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ بلکہ غیر مسلموں کے لیے صرف ترجمہ پر مشتمل نسخے بھی طبع کے جاتے ہیں اور یہ تمام خدمت خاموشی کے ساتھ خالصتاً لوجہ اللہ انجام دی جا رہی ہے۔ وعنداللہ فی ذلک الجزاء!

باقی صفحہ 19 پر

مصلح عرب کی پرعزیمت گفتار

تحریر: جناب حمید اللہ خان عزیز

سعودی عرب جزیرہ نمائے عرب میں سب سے بڑی مملکت ہے۔ اس کا جغرافیہ کچھ یوں ہے کہ اس کے شمال مغرب میں اردن' شمال مشرق میں کویت' شمال میں عراق۔ مشرق میں متحدہ عرب امارات' جنوب میں یمن اور جنوب مشرق میں سلطنت عمان واقع ہے۔ جبکہ اس کی سرحدیں مغرب میں بحیرہ قلزم اور شمال میں خلیج فارس سے ملی ہوئی ہیں۔

سعودی عرب حرمین شریفین کی سرزمین کہلاتی ہے' اس کی تقدیس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے دو مقدس ترین شہر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ ان دونوں شہروں کی عظمت کے متعلق لسانِ نبوت سے ارشاد ہوا ہے:

[المدینة ومکة محفوظتان بالملائکة علی کل نقب منا ملك لا یدخلها الدجال والطاعون] (مسلم' کتاب الفتن: ۲۹۴۲' مسند احمد: ج ۲' ص ۴۸۳)

''مدینہ اور مکہ فرشتوں کے ذریعہ یہ دونوں شہر محفوظ ہیں' ہر راستے پر ایک فرشتہ کھڑا ہے' دجال اور طاعون ان میں داخل نہیں ہوگا۔''

مملکت سعودی عرب ۲۳ ستمبر کو اپنا خصوصی دن مناتی ہے' اللہ کے ایک موحد بندے حضرت شاہ عبدالعزیز بن سعودؒ نے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو تمام چھوٹے بڑے علاقوں کو متحد کر کے ایک نظریاتی مملکت ''المملکۃ العربیۃ السعودیۃ'' کے وجود کا اعلان کیا۔

سعودی عرب کے دستور اور آئین کی بنیاد قرآن وسنت کے نکات پر رکھی گئی ہے۔ سعودی عرب کا دستور جدید مارچ ۱۹۹۲ء سے مملکت میں نافذ العمل ہے۔ چند دفعات ملاحظہ ہوں۔

دفعہ ۱۔ مملکت سعودیہ مکمل طور پر خود مختار' عرب اسلامی ملک ہے۔ اس کا دین اسلام' دستور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ زبان عربی اور دارالحکومت ''الریاض'' ہے۔

دفعہ ۲۶۔ حکومت' عقیدۂ اسلام کی حفاظت اور شریعت اسلامیہ کو نافذ کرے گی۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی اور دعوت الی اللہ کا اہتمام کرے گی۔

دفعہ ۲۴۔ مملکت شریعت اسلامیہ کے مطابق حقوق انسانی کی حفاظت کرے گی۔

دفعہ ۲۵۔ مملکت میں فتویٰ دینے کا سرچشمہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ قانون کے ذریعے تنظیم کبار علماء ادارہ بحوث علمیہ کی ترتیب اور دونوں کے فرائض کو بیان کر دیا جائے گا۔

دفعہ ۴۸۔ تمام عدالتیں پیش آنے والے جملہ مقدمات میں شریعت اسلامیہ کے احکامات کے مطابق فیصلہ کریں گی جس طرح کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہیں اور اولی الامر کی طرف سے نافذ کردہ ان قوانین کے مطابق فیصلہ کریں گے' جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مخالف نہ ہوں۔

سعودی آئین کی یہ پانچ دفعات نقل کی ہیں۔ پورا آئین ودستور ایک اسلامی اور فلاحی مملکت کی کامیابی کے لیے ایک جامع منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب کے آئین کی تیاری میں اصل ذہن اور تربیت مصلح عرب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی ہے جو سیرت وکردار میں ایک مثالی حکمران تھے۔ شریعت محمدی ﷺ کے مکمل پابند تھے۔

سعودی عرب کے ''الیوم الوطنی'' کے حوالے سے ہم یہ کالم شاہ عبدالعزیزؒ کی پرعزیمت گفتار کے لیے مخصوص کر رہے ہیں۔ ان کی نصیحت آمیز' دل آویز' تاریخی ارشادات اور نیک افکار کا ذکر کرتے ہیں جو تمام مسلمانوں کے لیے بالعموم اور مسلم حکمرانوں کے لیے بطور خاص روشنی کا مینار ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو مصلح عربؒ کی ان انمول باتوں پر عمل کر کے دنیا وآخرت کی ابدی نعمتوں کے مالک بن سکتے ہیں۔

بانی مملکت سعودیہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بن سعود فرماتے ہیں:

① مسلمان جب تک کتاب وسنت پر عمل پیرا رہیں گے بہتری میں رہیں گے' خالص توحید کے بغیر سعادت دارین حاصل نہیں ہو سکتی۔

② ہمیں ایسی تجدید کی ضرورت نہیں جس سے ہم اپنا عقیدہ اور دین کھو بیٹھیں..... ہم رضا الٰہی کے طالب ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کام کرتا ہے وہ اس کا حامی وناصر ہو جاتا ہے۔

③ مسلمانوں کو تجدد سے کچھ فائدہ نہ ہوگا انہیں سلف صالح کے طریقے کو اختیار کرنے سے فائدہ حاصل ہوگا۔ اس وقت مسلمان کتاب وسنت سے دور جا پڑے ہیں اور گناہ وشرور کے کیچڑ میں لت پت ہو گئے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو بے یار ومددگار چھوڑ دیا ہے' جس کی وجہ سے وہ ذلت ونکبت کا شکار ہو گئے ہیں' اگر وہ کتاب وسنت پر عمل پیرا رہتے تو انہیں یہ گزند نہ پہنچتا اور نہ ہی وہ اپنی عزت کو کھو بیٹھتے۔

④ بعض لوگ آزادی کے متعلق باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی بنیاد یورپین لوگوں نے رکھی ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کامل آزادی کی تعلیم لے کر آیا ہے جو تمام لوگوں کے حقوق کی کفیل ہے۔ اس طرح اس نے اخوت ومساوات کی وہ تعلیم دی ہے جس کا تصور کسی امت کو خواب میں بھی نہیں آیا۔ اس نے بڑے' چھوٹے' طاقتور' کمزور اور مالدار اور غریب کے درمیان مساوات قائم کی ہے۔

بعض لوگ تمدن اور یورپی تہذیب کو انتہائی مفید قرار دیتے ہیں۔ یہ ایک باطل وہم ہے اللہ تعالیٰ نے ہر افضل چیز کو ہمارے لیے قابل فخر بنایا ہے اور حسن نیت اور عمل خالص کو ہمارے لیے سب سے زیادہ محبوب بنایا ہے۔ عمل میں اخلاص' ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ اطاعت کرنا ہمارے واجبات میں سے ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر کام کا بغور جائزہ لیں اور اپنے اخلاق کی حفاظت کے لیے پوری جد وجہد کریں۔ ارشادِ ربانی ہے:

• ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ﴾

دنیا میں مختلف طبقات پائے جاتے ہیں اگر ہم یورپی

اقوام کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ فولاد' بجلی اور ان جیسی دیگر چیزوں کی پناہ لیے ہوئے ہیں مگر ہم نے اللہ کی رسی کو تھاما ہوا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کو پکڑ لیتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ اور کتاب وسنت پر ایمان لانے کے داعی ہیں۔ اس طرف ہم پوری طاقت سے سراً وعلانیہ لوگوں کو بلاتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تدلیس اور فریب کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔

⑤ شریعت کی تمام تعلیمات بھلائی پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتابوں اور رسولوں کے ذریعے امر ونہی کی تعلیم دی ہے۔ امر کی تکمیل دو باتوں سے ہوتی ہے: اول' توفیق' اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ملتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ دوم اتحاد واتفاق' یہ دونوں باتیں ہر چیز کی اساس ہیں۔ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ اللہ تعالیٰ نے دین میں اجتماع کے قوانین بنائے ہیں جیسے نماز جمعہ اور حج وغیرہ۔ بندوں کے مصالح آپس میں ملنے سے ہی تکمیل پاتے ہیں' دلوں کی الفت ووحدت سے دین ودنیا میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور جب دلوں میں تفرقہ اور اختلاف پیدا ہو جائے تو دین ودنیا دونوں کا زیاں ہوتا ہے۔

میں اپنے ظاہری' باطنی' خفیہ اور علانیہ اعمال میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ میرے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ میں کلمہ توحید کی سربلندی کا آرزومند ہوں اور میں اسے ہر حالت میں سربلند ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ خواہ میرے دشمنوں کے ہاتھوں سے ایسا ہوا اور اگر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اس کی تکمیل کروائی تو یہ اس کا فضل ہوگا۔ ہر کام اخلاص سے مکمل ہوتا ہے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا واجب ہے۔ [اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ] جس نے اس کام کے لیے جد وجہد کی اس نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

ہماری عزت اسلام سے وابستگی میں ہے اور یہی ہمارا ہتھیار ہے۔ اسلام کی حفاظت' اپنی عزت وسلامتی کی محافظت ہے' اسلام کے کھو دینے سے ہم اپنے آپ کو ضائع کر دیں گے اور اللہ کے غضب کے وارث ہوں گے' میں یہ نہیں کر سکتا' میں آپ سے اپنے اس اعتقاد کا بار بار تذکرہ کرتا ہوں۔ بار بار تکرار کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے بار بار نازل ہونے سے زمین کے پودے ثمر آور ہوتے ہیں۔

⑥ آپ کو معلوم ہے کہ دین کو کس چیز نے تباہ کیا اور مسلمانوں کے درمیان فتنوں کو بھڑکایا؟ یہ سب کچھ مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور عدم اتفاق سے ہوا ہے۔ جب ہم اسلام کے دور اول پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ انہوں نے کیونکر فتوحات حاصل کیں' بت توڑے اور خیر کثیر کے وارث ہوئے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ دینی امور میں اتحاد واتفاق اور نیت واعمال میں اخلاص کے طفیل ہوا تھا۔ پھر وہ وقت آیا جب مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا' جب مسلمان دوبارہ اتحاد واتفاق کی طرف رجوع کریں گے تو ان کی گذشتہ عزت بحال ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾

⑦ مسلمانوں کو اپنی موجودہ حالت سے عبرت حاصل کرنا چاہیے' ان کی یہ حالت کثرت اقوال اور عدم اعمال کے باعث ہوئی ہے۔ عمل' کامیابی کی اساس ہے اور صحیح عقیدہ فلاح کی بنیاد ہے۔ مسلمانوں کو عموماً اور عربوں کو خصوصاً اس پر تدبر کر کے اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس نے اپنے حسن تدبر کی مدح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾

میں مسلمانوں کو کتاب وسنت سے تمسک کی دعوت دیتا ہوں:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَّكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

مسلمانوں کی موجودہ حالت خوش آئند نہیں اور ان کی موجودہ حالت کو اسلام بھی پسند نہیں کرتا' مسلمانوں کو اپنے فکر وعمل کا صحیح جائزہ لے کر اپنے قلوب کی پاکیزگی کے لیے سرگرم عمل ہو جانا چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کی مدد فرماتا ہے: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

تفرقہ' گراوٹ کا پہلا زینہ بلکہ انسان کا سب سے بڑا دشمن اور گمراہ کرنے والا حربہ ہے' اتحاد واتفاق ہر چیز کی اساس ہے۔ مسلمانوں کو تفرقہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور آپس میں مصالحت کر کے ایثار سے کام لینا چاہیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کس کے لیے قربانی وایثار سے کام لینا چاہیے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب' رسول اللہ ﷺ' ائمہ مسلمین اور عوام کے لیے۔

⑧ کتاب وسنت کو اہمیت دینا ہی اصل قوت ہے اور میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ اعتقاد ہی برحق ہے' دین کے بغیر کوئی طاقت سودمند نہیں ہو سکتی۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ دیندار لوگ طاقت کے وسائل کو نظر انداز کر دیں' طاقت کے وسائل کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ۶۰)

ہم جس طرح دین سے تمسک کی دعوت دیتے ہیں ایسے ہی وسائل قوت کو بھی اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ دعوت اس لیے نہیں کہ ہم کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں بلکہ دین' وطن اور قوم کے دفاع کے لیے ایسا کرنے کو کہہ رہے ہیں۔

❀❀❀❀❀

درخواست دعائے صحت

شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا علامہ سید عبدالسلام رستمی علیل ہیں اور ہسپتال (پشاور) میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام موصوف کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس

مؤرخہ ۲۷ ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بلدیہ گراؤنڈ اوکاڑہ میں ہوگی۔ مقررین الشیخ محمد حسین میمن' علامہ زبیر احمد ظہیر' مولانا منظور احمد' مولانا محمد یوسف پسروری' مولانا محمد نواز چیمہ' قاری محمد یٰسین بلوچ' مولانا عبدالمنان راسخ' قاری محمد خالد مجاہد' ابوبکر سلطان یزدانی' محمد منشا قادری' حافظ عبدالوہاب روپڑی ودیگر علماء کرام الداعی الی الخیر: محی الدین کنگن پوری۔ اوکاڑا 0301-7354699

ناگہانی آفات سے نجات کے لیے اجتماعی توبہ

تحریر: جناب امیر افضل اعوان

پاکستان میں مون سون کا آغاز بے شمار خوشگوار تبدیلیوں کا باعث ہوتا ہے۔ گرمی کے جھلسے ہوئے لوگ ابر باراں کی آمد پر کھل اٹھتے ہیں مگر سیزن کے وسط میں ہی تیز بارشوں کے باعث آنے والے سیلابی ریلوں کی وجہ سے یہ خوشگوار و مہربان موسم ناگہانی آفت میں تبدیل ہوکر آدھے ملک کو ڈبو دیتا ہے۔ پانی کی سٹوریج کے حوالہ سے مناسب ذرائع دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دریاؤں میں اُمڈ آنے والا یہ پانی متعدد آبادیوں کو نگل کر عوام کو بے پناہ مسائل، مشکلات و پریشانیوں سے دوچار کر دیتا ہے۔ پھر ایسا ہوتا ہے کہ ان تباہ کاریوں کے نتیجہ میں پھیلنے والی خرابیوں سے نمٹنے کے لئے دستیاب وسائل بروئے کار لانے کے باوجود صورتحال کی بہتری اور متاثرہ آبادیوں کی بحالی کے لئے ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔ موجودہ حالات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو بخوبی احساس ہوتا ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ملک میں عذاب منڈلا رہے ہیں تو دوسری طرف ہم من حیث القوم روز بروز پستی کی جانب گامزن ہیں۔ یوں تو اس وقت ہمارے ملک میں چوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری، لاقانونیت، ناانصافی، لوگوں کی حق تلفی، جوا، فحاشی، سود، منشیات فروشی جیسی مکروہ سماجی اور معاشرتی برائیاں اپنے عروج پر ہیں لیکن پاکستانی قوم کو سب سے زیادہ عذاب عرصہ دراز سے جاری توانائی کے بحران کی وجہ سے جھیلنا پڑ رہا ہے اور اب سیلابی کیفیت میں یہ مسائل مزید دوچند ہو چکے ہیں۔

ملک میں دھرنوں کے موسم میں آنے والا یہ سیلاب اپنی تباہ کاریوں کے عروج پر ہے۔ موجود حالات میں جب کہ حکومت متاثرین سیلاب کی امداد و بحالی کے لئے ہنگامی بنیادوں پر مصروف عمل ہے وہیں حکومت کو چاہیے کہ سب سے پہلے اور ترجیحی بنیادوں پر انرجی بحران کے خاتمے کیلئے فوری اور ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرے۔ کیونکہ سیلاب کے عالم میں جب کہ آدھا ملک پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو یہاں بھی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے مسائل اور بڑھ جاتے ہیں۔

موجودہ صورتحال میں اگر ہم من حیث القوم اپنے ماحول کا حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لیں تو ہمیں بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ آج ہر طرف وسائل کا ناجائز استعمال عام ہے۔ بے حیائی اور عریانی نے اسلامی معاشرے کو مغرب کے زنگ آلود نظام میں تبدیل کر دیا ہے اور یہ ہی ماحول نیا پاکستان بنانے کے نام پر اسلام آباد میں بھی جاری ہے کہ جہاں حوا کی بیٹیاں بے پردہ ہو کر مردوں کے بیچ محو رقص نظر آتی ہیں اور یہاں گانے بجانے کا وہ ماحول جس سے اسلام منع کرتا ہے۔ (افسوس صد افسوس) اسی طرح کے گناہ اور بھی بہت ہیں جو ہم سے سرزد ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان گناہوں کی وجہ سے سزائیں بھی مل رہی ہیں اور پورا ملک مسائلستان بنا ہوا ہے۔ آئے روز کہیں آسمانی آفات ہیں تو کہیں زمینی، یہ سب عذاب کیوں ہیں، ان تمام مسائل کا خاتمہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔؟!

یاد رکھیے! ان تمام مسائل کا حل صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اللہ کی مدد کب آئے گی، جب ہم اللہ پاک کی نافرمانیوں سے باز آجائیں گے، اللہ جلا جلالہٗ سے تعلق درست ہو گا اور اس کے احکامات کی پابندی ہو گی، یہ تمام تر ذمہ داریاں جب ہم ادا کریں گے تو پھر معافی کا در کھلے گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی پھر یہ عذاب بھی ٹل جائیں گے اور تمام تر نقصانات کا ازالہ بھی خالق کائنات خود ہی پورا فرمائیں گے۔ رب العالمین نے قرآن مجید میں تباہ شدہ قوموں کے تذکرے کئے ہیں جن کا اولین مقصد یہ ہے کہ ہم ہدایت پائیں۔ انہی تذکروں میں قوم یونسؑ کا بھی تذکرہ ہے:

﴿لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ (یونس:۹۸)

''جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا ایک مدت تک (فوائد دنیاوی سے) ان کو بہرہ مند رکھا۔''

جب حضرت یونسؑ نے دیکھا کہ ان کی تبلیغ و دعوت سے ان کی قوم متاثر نہیں ہو رہی تو انہوں نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا کہ فلاں دن تم پر عذاب آجائے گا اور خود بستی سے نکل گئے۔ جب عذاب بادل کی طرح ان پر منڈلانے لگا تو وہ بچوں، عورتوں حتیٰ کہ جانوروں سمیت ایک میدان میں جمع ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری اور توبہ و استغفار شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما کر ان سے عذاب ٹال دیا۔''

آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم آئے روز نت نئے عذابوں کا شکار ہونے کے باوجود اپنا قبلہ درست نہیں کر رہے۔ ہمارا ملک قدرتی معدنیات غرض یہ کہ ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہے لیکن ہم دن بدن تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہر طرف نفسانفسی کا دور ہے، کسی کی جان محفوظ ہے نہ ہی مال، جھوٹ، ریاکاری، بغض، حسد، زنا، شراب، جوا، کمزوروں کی حق تلفی، لوٹ مار، ظلم و بربریت، سودی نظام کے تحت کاروباری معاملات، ناجائز منافع خوری، کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ غرض یہ کہ آج ہم ان تمام گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے پہلی قوموں پر اللہ کے عذاب نازل ہوتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم توبہ و استغفار کرنے کی بجائے تمام مسائل اور مصائب کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرا کر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے دیتے ہیں جو کسی بھی طرح درست نہیں۔ ہماری حکمرانوں سمیت پوری پاکستانی قوم سے درخواست ہے کہ اجتماعی طور پر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کیلئے اللہ کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری اور خلوص نیت کے ساتھ توبہ استغفار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ عاجزی، انکساری اور سچے دل سے کی جانے والی توبہ کو خوش ہو کر قبول فرماتا ہے۔ یہی ایک ایسا عمل ہے جس کی بدولت ہم عذابوں سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق دل سے توبہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین!)

❀❀❀❀❀

آغوشِ مادر بورڈنگ سکول

تحریر
جناب محمد ارسلان مجازی

کچھ لوگ ابر بہار، شجر سایہ دار اور سرمایہ خیر و برکت ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیاں نیکی کے کاموں اور دکھی انسانوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور وہ اپنی ذات میں انجمن ہوتے ہیں۔ حالات کیسے ہی سخت اور مشکل کیوں نہ ہوں ان کے حوصلے و ولولے قائم ودائم رہتے ہیں اور ان کی مثال

فکر جواں رُکے جب تو سل چیر دیتی ہے یہ
پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ

والی ہوتی ہے۔ دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد ایسی ہی ابر بہار اور شجر سایہ دار شخصیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے دارالسلام کے نام سے جس ادارے کی بنیاد رکھی آج یہ ادارہ ..... اسلام کے احیا ..... امت مسلمہ کے ارتقا ..... اور دنیا بھر میں پاکستان کی نیک نامی کا باعث بن رہا ہے۔ الحمدللہ!

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

زندگی کے بارے میں اسلام نے بہت واضح تصور دیا ہے کہ صحت کو بیماری سے پہلے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو۔ یہ حدیث مسلمانوں کو ہر دم متحرک، فعال اور تروتازہ رہنے کا سبق دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عملی مسلمان کے نزدیک فراغت نام کی کوئی چیز نہیں۔ مسلمان ہر دم اللہ کی عبادت اور انسانیت کی خدمت میں مشغول و مصروف رہتا ہے۔ یہی حال عبدالمالک مجاہد کا ہے۔ وہ ہر دم خدمت انسانیت کے لیے نت نئے پروگرام سوچتے رہتے ہیں اور صرف سوچتے ہی نہیں بلکہ انھیں عملی جامہ بھی پہناتے ہیں۔ اگر ان کے سارے منصوبوں پر خامہ فرسائی کی جائے تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ سردست یہاں ایک نہایت ہی شاندار منصوبے ''آغوش مادر'' کا ذکر کرنا مطلوب ہے۔ ''آغوش مادر'' جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت، پرورش اور کفالت کا ایک پروگرام ہے۔

دنیا میں انسان اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے بڑے بڑے منصوبے اور پروگرام شروع کرتا ہے۔ اپنی رہائش کو آرام دہ، خوبصورت اور پرسکون بنانے کی ہر ممکن اور حتی الوسع کوشش کرتا ہے لیکن غافل و نادان انسان کو جان لینا چاہیے کہ یتیم بچے کی کفالت سے بہتر اور خوبصورت منصوبہ کوئی نہیں۔ اس لیے کہ یتیم بچے کی کفالت کرنے والا نہ صرف جنت کا حق دار ٹھہرتا ہے بلکہ اسے جنت میں رسالت مآب ﷺ کی ہمسائیگی کا بھی اعزاز حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک سچے پکے مسلمان کے لیے بلاشبہ یہ دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ پس یتیم بچے کی کفالت کا سودا مہنگا نہیں بلکہ بہت ارزاں اور منافع بخش سودا ہے۔

یہ بات سب جانتے اور مانتے ہیں کہ دارالسلام کا نام اور کام اس وقت دنیا بھر میں شاندار اور خوبصورت معیار کی علامت بن چکا ہے۔ گو کہ اس وقت پاکستان میں یتیم بچوں کی کفالت و تربیت کے بہت سے ادارے موجود ہیں لیکن آغوش مادر کے نام سے جو ادارہ دارالسلام قائم کر رہا ہے وہ ان شاء اللہ ..... دارالسلام کے شایان شان اور واقعتاً آغوش مادر ہوگا۔

گذشتہ دنوں عبدالمالک مجاہد ایک ماہ کے لیے پاکستان تشریف لائے۔ ان کی آمد جماعتی، فلاحی، سماجی پروگراموں اور ملاقاتوں سے بھرپور تھی۔

جناب عبدالمالک مجاہد نے 15 اگست کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ سول لائن شیخوپورہ میں پڑھایا اور نماز جمعہ کے بعد شیخوپورہ میں ہی آغوش مادر کی پہلی برانچ کا افتتاح کیا۔ آغوش مادر بلڈنگ میں نماز جمعہ کے بعد معززین علاقہ اور اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے صدر ذاکر الرحمٰن صدیقی، میاں راشد کے علاوہ علماء اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد جمع تھی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد دارالسلام کے جنرل منیجر حافظ عبدالعظیم اسد نے آغوش مادر پراجیکٹ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ یہ خیر و نیکی کا کام ہے جس کی ابتدا ہم نے کر دی ہے۔ شیخوپورہ میں کامیابی کے بعد ہم خیر کے اس سلسلے کو لاہور میں اور بڑے شہروں میں پھیلائیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ آغوش مادر رہائشی ادارہ ہوگا جس میں 6 سے 9 سال کے یتیم بچے ہاسٹل میں رکھے جائیں گے اور ان بچوں کو تعلیم کے لیے شہر کے اچھے اور معیاری سکولوں میں داخل کروایا جائے گا جبکہ ان بچوں کے ہوم ورک اور دینی تعلیم کے لیے اساتذہ اور علماء کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔

دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب عبدالمالک مجاہد کا کہنا تھا کہ اسلام خیر و بھلائی کا دین ہے۔ اسلام میں خیر ہی خیر ہے۔ صحیح مسلمان ہر وقت خیر اور نیکی کے کاموں کا متلاشی رہتا ہے۔ ایسے ہی ریاض میں نیکی اور خیر کے جذبہ سے سرشار چند مخلص نوجوانوں نے PPF (پاک پروفیشنل فورم) کے نام سے ایک پلیٹ فارم تشکیل دیا ہے۔ اس فورم کے صدر انجینئر عمران ظہیر ہیں۔ فورم کے تمام ممبرز گریجویٹ ہیں۔ انجینئر عمران ظہیر اپنے ساتھیوں سمیت میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہم یتیم بچوں کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا ایک سلسلہ شروع کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ بحیثیت چیئرمین اس کی ذمہ داری سنبھالیں۔ یہ نیکی اور بھلائی کا کام تھا۔ مسلمان کے لیے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ اس سے نیکی کا کام لے لے، سو میں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔

عبدالمالک مجاہد کا کہنا تھا کہ ہم نے شیخوپورہ میں آغوشِ مادر سکول تجرباتی بنیادوں پر شروع کیا ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ سکول یہاں کامیابی کے ساتھ گامزن ہوگا۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ شیخوپورہ سٹی کے مخلص احباب، تاجر حضرات اور ورک برادری آغوشِ مادر سکول کے ساتھ قدمے، دامے، درمے، سخنے تعاون فرمائیں گے۔

دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد نے اس موقع پر قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی کے واقعات کی روشنی میں یتیم بچوں کی کفالت کے موضوع پر بہت ہی پراثر انداز میں روشنی ڈالی۔ ان کی گفتگو کے نتیجہ میں

حاضرین میں سے شیخ وحید احمد ہنس صاحب نے دو اور عکاشہ مجاہد صاحب اور مرزا خالد صاحب نے ایک ایک بچے کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا اعلان کیا۔

جناب عبدالمالک مجاہد نے آغوشِ مادر سکول کی امتیازی خصوصیات کے بارے میں بتایا کہ یہاں زیر تعلیم بچوں کے ذہنوں میں آغاز ہی سے عقیدۂ توحید راسخ کیا جائے گا۔ انھیں قرآن و حدیث کی خالص تعلیمات کے مطابق اللہ کا پسندیدہ مسلمان بنانے کا بھرپور اہتمام کیا جائے گا۔ ''آغوشِ مادر'' کے بچوں کی تربیت اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی محبت اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں اور رہنما اصولوں کے مطابق کی جائے گی۔ ''آغوشِ مادر'' کے بچوں کو سچا، کھرا اور عملی مسلمان بنانے کے ساتھ ساتھ محبِ وطن پاکستانی بھی بنایا جائے گا۔ ان میں حب الوطنی کے جذبات سائنٹفک انداز میں ابھارے اور پیدا کیے جائیں گے۔ ''آغوشِ مادر'' کے بچوں میں خودی اور خودداری کے جذبات کو بھی پروان چڑھایا جائے گا۔ بھرپور کوشش کی جائے گی کہ یہ بچے شروع دن سے ہی پکے نمازی، تلاوتِ قرآن کریم کے عادی، ذکر و اذکار کے خوگر اور دینی و اخلاقی تعلیمات کے پابند ہوں۔

''آغوشِ مادر'' کے بچے اس شاندار تعلیم کے نتیجے میں ان شاء اللہ اپنے حقیقی ماں باپ اور روحانی والدین (کفالت کرنے والوں) کے لیے صدقۂ جاریہ بن جائیں گے۔ تعلیم و تربیت کے ساتھ بچوں کو کسی ہنر اور فن کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جائے گا تاکہ وہ معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے اس کا بہترین اثاثہ بن سکیں۔ ہماری تمنا اور کوشش ہوگی کہ بچے کو امکانی حد تک اس کے اپنے گھر کا، اپنی ماں کی گود کا سا ماحول دیا جائے جہاں اس کی نہایت محبت اور پیار کے ساتھ اعلیٰ اسلامی اقدار کی روشنی میں تربیت کی جائے۔ ''آغوشِ مادر'' کے بچوں کی شخصیت کی تعمیر اس طرح کی جائے گی کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے نہ ہوں۔ عزتِ نفس کے محافظ ہوں جس سے لوگوں کو کچھ دینے والے بنیں، لینے والے نہ بنیں۔ ''آغوشِ مادر'' کے بچے ایثار و قربانی ایسے جذبات سے سرشار ہوں کہ اپنا حصہ بخوشی دوسروں کو دینے میں فخر محسوس کریں۔

ہم بچوں کو ان شاء اللہ ایسی جدید اور اعلیٰ تعلیم دلوائیں گے کہ وہ مستقبل میں قابل فخر مسلمان، ڈاکٹر، انجینئر، ماہر معاشیات اور امین تاجر کے طور پر اپنا تشخص قائم کریں گے۔

''آغوشِ مادر'' کے بچوں میں رحم دلی کے جذبات کی بھی مکمل آبیاری کی جائے گی تاکہ مستقبل میں وہ بھی یتیم اور محتاج بچوں کے سر پر دستِ شفقت دراز کریں۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ہم اندرون ملک اور بیرونی ممالک کے احباب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس نیک کام میں اپنے مال، وقت اور صلاحیتوں سے بھرپور شمولیت کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثوابِ دارین اور جنت میں رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کے حق دار بنیں گے۔ آمین!

تبصرے

نام کتاب: گلشن توحید وسنت
(حافظ آباد کے علماء اہل حدیث کی دینی خدمات کا تذکرہ)
مؤلف: سیف اللہ مغل ایم اے ایم ایڈ
0321-4616484
صفحات: ۱۱۲۔ خوبصورت طباعت خوشنما ٹائٹل
قیمت: ۱۰۰ روپے
ملنے کے پتے:
نوید بک ڈپو نزد ریلوے پھاٹک۔ حافظ آباد
دارالسلام ۳۶۔ لوئر مال۔ لاہور

علماء اسلاف کی دینی، علمی، جماعتی، مسلکی، تدریسی اور تبلیغی خدمات جلیلہ کا تذکرہ واعتراف، ان سے استفادہ اور ان کے تراجم کی اشاعت بڑی سعادت کی بات ہے۔

وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جو اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں، ہمہ جہت خدمات، پاکیزہ زندگی اور قرآن وسنت کی تبلیغ کی روشنی میں اپنے حال کو سنوارا اور مستقبل کو نکھارا کرتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب حافظ آباد کے چالیس علماء کرام اہل حدیث واکابرین کے حالات زندگی اور خدمات پر مشتمل ہے۔ ان میں کچھ علماء اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اور کچھ بقید حیات ہیں جو تبلیغ واشاعت، درس وتدریس اور خطابت وتصنیف میں مصروف ہیں۔ ان میں سے کئی علماء کرام سے فاضل مؤلف نے اپنے فکر وعمل کی تصحیح میں رہنمائی لی ہے۔ انہی احسانات کے پیش نظر انہوں نے ان کی خدمات کے تذکرہ سے قارئین کو بھی استفادے کا موقع دیا ہے۔ فاضل مؤلف کی یہ پہلی تحریری کوشش ہے یقیناً اس میں وہ کامیاب ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ وہ قلم وقرطاس سے اپنا تعلق جاری رکھیں گے اور احباب کو اپنی علمی وفکری صلاحیتوں سے استفادے کا موقع فراہم کرتے رہیں گے۔ (مدیر)

❀❀❀❀❀

نام کتاب: اسلام اور دہشت گردی
تالیف: صاحبزادہ برق التوحیدی
صفحات: ۱۴۰۔ خوبصورت گٹ اپ
قیمت: درج نہیں
ناشر: بیت التوحید، دارالسلام (ٹوبہ) پاکستان
تبصرہ نگار: صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے جس کی تعلیمات روز اول سے ہی سراپائے امن وسلامتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں اگر کوئی مذہب امن وسلامتی کی ضمانت بن سکتا ہے تو صرف اسلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں اسلام بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اسلام کی اس بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف طبقات اس دین حق کے خلاف منفی پراپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔ کبھی اسلام کو دہشت گردی کا دین اور کبھی تلوار کے زور پر پھیلنے والا مذہب قرار دیا جاتا ہے۔

مولانا عبدالقہار برق التوحیدی اسلام کے وکیل اور مسلک اہل حدیث کے شیدائی ہیں، زیر نظر کتاب میں وہ واقعتاً اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دینے والوں پر برق بن کر گرے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے اسلام کا اصل چہرہ اور صحیح تعلیمات کو عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ مولانا برق التوحیدی پاکستان کے معروف عالم دین، محقق اور مبلغ ہیں انہوں نے اس کتاب میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ کتاب سادہ زبان، عام فہم، بہترین کاغذ اور اعلیٰ پرنٹنگ میں دستیاب ہے۔ اہل علم کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

❀❀❀❀❀

اسلامی دعوت کانفرنس، برمنگھم

مفتی حرم ڈاکٹر وصی اللہ عباس، شیخ ظفر الحسن مدنی، رانا شفیق پسروری اور شیخ عبداللہ مدنی کے خطابات

رپورٹ: ابوحذیفہ فیروزپوری

اسلام کا مزاج بحیثیت مجموعی انتہا پسندی نہیں بلکہ توازن اور اعتدال کا ہے' انصاف اور اعتدال کو چھوڑنے سے ہی انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے۔ دنیا بھر میں پھیل جانے والی انتہا پسندی درحقیقت عدل وانصاف سے روگردانی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ خواہ مذہبی عقائد ہوں یا سیاسی معاملات' جہاں عدل کو چھوڑا گیا وہاں ظلم ہوا' جس سے انتہا پسندی کو فروغ ملا۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے زیر اہتمام ۳۷ ویں سالانہ اسلامی دعوت کانفرنس سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ امت مسلمہ کے مجموعی حالات' برطانوی مسلمانوں کے مسائل اور بڑھتی ہوئی انتہا پسندی' سیاسی' مسلکی' مذہبی تعصب اور انتہا پسندی کے ماحول میں برطانوی مسلمانوں کی رہنمائی اور اسلامی تعلیمات کی اصل روح کو اجاگر کرنے کے لیے کانفرنس کا عنوان ''امت مسلمہ کا اہم وصف' اعتدال'' رکھا گیا تھا۔ مولانا عبدالہادی العمری' مولانا شعیب احمد میرپوری' حافظ حبیب الرحمٰن حبیب' مولانا محمد ابراہیم میرپوری' مولانا منیر قاسم نائب امیر' مولانا شیر خاں جمیل احمد العمری' حافظ عبدالستار عاصم' مولانا شریف اللہ شاہد' حافظ حمودالرحمٰن شرقپوری' مولانا عبدالباسط عمری' مولانا عجائب خان اور مولانا کنور شکیل نے برطانیہ بھر کی برانچز کے ذمہ داران کے ساتھ رابطے کیے اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ کانفرنس کا آغاز حافظ محمد رافع ثاقب' حافظ محمد عمار ہادی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا' ڈاکٹر عبدالرب ثاقب نے خوبصورت حمد پیش کی۔ ناظم تبلیغ حافظ حبیب الرحمٰن حبیب نے حاضرین کو اھلاً وسھلاً کہا اور کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان کیے۔

بیت اللہ الحرام مکہ مکرمہ کے مفتی اور جامعہ ام القریٰ کے استاد ڈاکٹر وصی اللہ عباس نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اسلام کی تلوار صرف امن قائم کرنے اور رب کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے تھی' آج دنیا امن کے نام پر بہت کوشش کر رہی ہے لیکن قتل وغارت اور فتنہ وفساد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان کی کوششیں رب کے لیے نہیں بلکہ دنیاوی تسلط کے لیے ہیں۔ انسانیت کی تخلیق کا مقصد ہی رب کا شکر گذار بندہ بننا ہے۔ انبیاء کرام کو بھی اسی لیے بھیجا کہ انسان اپنے مقصد زندگی کو سمجھ سکے' اسلام امن وسلامتی اور عدل وانصاف کا دین ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات ہر مسلمان کو پابند کرتی ہیں کہ وہ ہر معاملہ میں اعتدال سے کام لے۔ انصاف اور میانہ روی کو چھوڑنے سے انتہا پسندی پیدا ہوتی ہے۔ اسلام سیاسی' سماجی اور مذہبی انتہا پسندی کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر وصی اللہ عباس نے عرب ممالک میں ہونے والے فسادات کا ذکر کرتے ہوئے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ فتنوں سے بچیں' آج خوارج کا فتنہ پھر شام وعراق میں ابھر رہا ہے' داعش جیسی تنظیموں کے پیچھے دشمن ہے' ان کا اصل مقصد شام وعراق میں شیعیت کا نفاذ ہے اور ان کے مقتولین میں اہل سنت اب سب سے زیادہ ہیں۔ خلافت کے نام پر بہنے والا خون دراصل اسلامی تعلیمات اور شعائر اسلام کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں ہیں۔''

شارجہ امارات کے معروف عالم دین شیخ ظفر الحسن مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے ہر حکم پر سنت کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ اسوہ حسنہ اعتدال اور میانہ روی کا سب سے حسین مجموعہ ہے۔ شریعت پر عمل کرنے میں کمی بیشی سے بچا جائے۔ یہی اعتدال ہے اور اسی سے دین محفوظ رہتا ہے۔''

سعودی عرب ریاض کے ممتاز عالم دین اور داعی سید توصیف الرحمٰن راشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

''اسلام احترام انسانیت کا سب سے بڑا نقیب ہے' لیکن بدقسمتی سے آج کا مسلمان اپنے خالق سے رشتہ توڑ چکا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ایک اللہ کے سامنے جھکنے کی بجائے در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ نبی مکرم ﷺ کو ان کے مقام سے اٹھا کر رب کے ساتھ شریک بنا لینا ہے۔ توحید اور ایمان بالرسالت میں افراط وتفریط نے اسلام کے اصل پیغام عقیدہ توحید وسنت کو ملاوٹ زدہ کر دیا ہے' ہمارے مسائل اور ذہنی وفکری غلامی سے نکلنے کا حل عقیدہ توحید کی مضبوطی میں ہے۔

ہندوستان سے تشریف لائے عالم دین مولانا عبداللہ مدنی نے اپنے انتہائی مؤثر خطاب میں حاضرین کے سامنے دنیا کے بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے موت کو یاد رکھنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ موت کو بھولنے کی وجہ سے ہم اپنے اعمال میں کوتاہی برتتے ہیں' موت کو یاد رکھنے سے عقیدہ' اخلاق اور معاملات خود بخود سدھر جاتے ہیں۔ بیکار زندگی گذارنا اور خالق کائنات کے احکامات سے روگردانی کرنا کبھی مسلمان کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم موت کا تصور ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں' انبیاء ورسل اور متقین کا وصف ہمیشہ موت اور آخرت کا تصور رہتا تھا اور یہی تصور انسان کے اعمال درست کر دیتا ہے۔''

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ایڈیشنل سیکریٹری جنرل رانا شفیق خاں پسروری نے اپنے خطاب میں کہا:

''اس کائنات کی سب سے عظیم اور اکمل ترین شخصیت سرور دو عالم ﷺ کی ہے' آپ کے اسوہ حسنہ کو زندگی کے تمام شعبوں کے لیے نمونہ عمل اور واجب الاتباع قرار دیا گیا' آپ کی شان اور عظمت کے حوالہ سے بھی راہ اعتدال ضروری ہے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے امام اور فقیہ کی بات کو آپ کی بات سے آگے نہ بڑھایا جائے اور نہ ہی آپ کی ذات کو اتنا بڑھایا جائے کہ آپ کو الٰہی صفات سے متصف کر کے آپ کی تعلیمات توحید کا انکار کر دیا جائے۔ یہی راہ اعتدال ہے اور یہی آپ ﷺ کا حکم ہے کہ مجھے حد سے زیادہ ایسے نہ بڑھا دینا جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھا دیا تھا۔ مسلک اہل حدیث کا منہج اعتدال کا ہے جس میں نہ افراط وتفریط

ہے اور نہ تعلیمات نبوی میں کمی بیشی کرنا ہے۔''

کانفرنس کی پہلی نشست سے برادر صہیب الطاف حسین نے دعوت دین میں حکمت عملی' شیخ محمود الحسن (خطیب ہیلی فیکس) نے ''مسلک اہل حدیث ہی مسلک اعتدال ہے'' پر' حافظ عبدالاعلیٰ درانی (خطیب کیتھلے) نے ''اسلام بطور نظام زندگی'' پر' مولانا عبدالباسط العمری (خطیب نیوکاسل) نے ''اسلامی احکامات اور تربیت اولاد'' پر' اور شیخ واجد ملک (خطیب مڈلز برا) نے ''اسلام بطور راہ نجات'' پر نہایت جامع خطابات کیے۔

ناظم اعلیٰ مولانا شعیب احمد میر پوری نے جمعیت کی نشاطات اور آئندہ منصوبوں کے بارے میں حاضرین کو بریفنگ دی۔ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے نمائندے احمد المخدوم کا پیغام حافظ حسین مکی نے پڑھ کر سنایا جس میں جمعیت کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا تھا۔ حکومت سعودیہ کے نمائندے سعود السویلم نے اپنے خطاب میں جہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کی برطانوی مسلمانوں کے لیے خدمات کو سراہا وہاں دعوت توحید کے لیے مملکت سعودیہ کی خدمات کو بھی بیان کیا۔ تلاوت قرآن پاک کا اعزاز حافظ محمد رافع ثاقب' حافظ عمار عبدالہادی اور حافظ محمد حذیفہ نے حاصل کیا' جبکہ ڈاکٹر عبدالرب ثاقب اور مولانا عبدالستار عاصم نے اپنی نظموں سے حاضرین کے جذبات کو گرمایا۔ اختتامی کلمات مرکزی امیر مولانا عبدالہادی العمری نے ادا کیے۔ جمعیت کی طرف سے حاضرین کا شکریہ بھی ادا کیا اور موجودہ حالات میں برطانوی مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ہر قسم کے فتنوں' بے راہ روی سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ تعلیم' دعوتی حکمت عملی اور آئندہ اہداف کے بارے میں اعتدال کو ہی ترجیح دیں۔ غلو' انتہا پسندی اور متشددانہ خیالات کی بجائے میانہ روی اور اعتدال کا راستہ اختیار کریں۔

اسلامی تعلیمات' راہ اعتدال اور برطانوی مسلمانوں کے لیے کانفرنس میں ہونے والی گذارشات پر مبنی اعلامیہ جاری کیا گیا جس کو مولانا شفیق الرحمٰن شاہین نے پڑھا اور میڈیا کے نمائندوں کو دیا۔ نظامت کے فرائض حافظ حبیب الرحمٰن حبیب اور مولانا شفیق الرحمٰن شاہین نے ادا کیے۔ کانفرنس میں تمام پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے نمائندوں نے شرکت کی اور کانفرنس کو مکمل کوریج اخبارات اور ٹی وی نیوز کی طرف سے پیش کی گئی۔ ●

مدارس کو ختم کرانے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ

پاکستان میں دینی مدارس اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف پہلے بھی بہت سے طالع آزماؤں نے کوششیں کیں لیکن کوئی مائی کا لعل مدارس کو بند نہ کرسکا۔ طاہر القادری اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے نہ صرف مدارس کے خلاف باتیں کرتے ہیں بلکہ توہین رسالت ایکٹ کے خلاف بھی ہرزہ سرائی کرتے رہے ہیں۔ ان کا ایک چہرہ وہ ہے جو پاکستانی عوام کے لیے ہے جبکہ دوسرا چہرہ مغربی دنیا کے لیے ہے۔ اردو میں بات کرتے ہوئے مغربی دنیا کو برا بھلا کہتے ہیں اور انگریزی میں بات کرتے ہوئے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ بچہ بچہ اب ان کے جھوٹ سے آگاہ ہے۔ دینی مدارس کے بارے میں ان کے ناپاک عزائم بے نقاب ہو چکے اور یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ وہ جس عالمی ایجنڈے پر پاکستان آئے ہیں پوری قوم اس سے آگاہ ہو چکی ہے۔ چند غنڈوں اور شرپسندوں کے ساتھ انقلاب نہیں آسکتا' فتنہ وفساد برپا ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں موجود تمام مسالک کے دینی مدارس متحد ومتفق ہیں۔ وہ کبھی بھی اپنی آزادی اور حریت فکر پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ بہت جلد دینی مدارس کے قائدین کا اجلاس منعقد ہوگا اور مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کیا جائے گا۔

طاہر القادری اپنے ہوش وحواس پر قابو پائیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی بند کریں۔ ان کے لیے پاکستان میں کوئی جگہ نہ ہے۔ ان کے چیلوں کو بھی یہ نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے۔ پاکستان میں مدارس ختم نہیں ہوسکتے اور نہ ہی ان مدارس میں سیکولر تعلیم کا غیر اسلامی منصوبہ بنایا جاسکتا ہے۔ (شعبہ نشر واشاعت۔ وفاق المدارس السلفیہ۔ پاکستان)

ضلع حافظ آباد میں متاثرین سیلاب کے لیے اہل حدیث یوتھ فورس کی امدادی سرگرمیاں

گذشتہ دنوں حافظ آباد کے گرد ونواح ونیکے تارڑ خان پور پنڈی بھٹیاں کے علاقہ کو پانی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا' مقامی طور پر راقم الحروف حافظ عمران تبسم نے مقامی ذمہ دار اہل حدیث یوتھ فورس سٹی وضلع حافظ آباد کے کارکنان اور ذمہ داران کو کیمپ لگانے کا کہا اہل حدیث یوتھ فورس سٹی حافظ آباد کے کارکنان نے کھانا وغیرہ پکا کر تقسیم کیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد نے راقم الحروف (عمران تبسم) سے رابطہ کیا اور ۱۲۵ کاٹن خشک راشن مولانا محمد یوسف سلفی ناظم اسلام آباد مولانا عبدالرؤوف صاحب نائب امیر اسلام آباد لے کر تشریف لائے راقم الحروف عمران تبسم۔ مولانا محمد دین ندیم ناظم ضلع حافظ آباد ان کو ساتھ لے کر چک سجادہ جو کہ دریا سے صرف ایک کلومیٹر پر واقع ہے وہاں پر جامع مسجد اہل حدیث میں بھائی راشد حسین جنرل سیکریٹری اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل حافظ آباد کی وساطت سے سامان تقسیم کیا اس موقع پر مولانا طارق مدنی ضلعی صدر' مولانا عباس چشتی ضلعی جنرل سیکریٹری' مولانا ثناء اللہ رحمانی تحصیلی صدر بھی موجود تھے۔ گاؤں کے لوگوں نے بتایا کہ آپ پہلے لوگ ہیں جو یہاں سامان لے کر آئے ہیں پھر اس کے بعد خان پور میں سامان تقسیم کیا اس کے بعد ٹھٹھہ باماں جلالپور بھٹیاں ڈاکٹر صفدر صاحب کے ذریعے سامان تقسیم کیا پھر اس کے بعد پنڈی بھٹیاں جامعہ محمدیہ اہل حدیث عزیز آباد میں سامان تقسیم کیا اس کے بعد دوسرا راؤنڈ پنڈی بھٹیاں کے قریب حاکم دا کھوہ اور ٹاہلی گورایہ میں سامان تقسیم کیا۔ راقم کے ساتھ قاری شاہد اقبال جنرل سیکریٹری اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل پنڈی بھٹیاں تھے۔ ۲۰ خاندانوں میں راشن تقسیم کیا ہم شکر گزار ہیں حافظ مقصود صاحب امیر اسلام آباد محمد یوسف سلفی مولانا عبدالرؤوف صاحب راشد گلزار سلفی جناب آصف حبیب صاحب جنہوں نے بھرپور تعاون فرمایا۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ تمام جماعتی احباب متاثرین سیلاب سے بھرپور معاونت فرمائیں۔

والسلام (حافظ) محمد عمران تبسم صدر اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب 0301-4856989

ڈویژنل بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس خانیوال

مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے زیر اہتمام پانچویں ڈویژنل بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس مؤرخہ 6اور7 ستمبر کی درمیانی رات کو خانیوال میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبد الستار حامد حفظہ اللہ نے کی۔جبکہ مہمان خصوصی قائد اہلحدیث، سینئر پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان تھے۔ جناب علامہ میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ پنجاب کانفرنس کے نگران تھے اور امیر ضلع خانیوال مولانا قاری سیف اللہ عابد اس کانفرنس کے کنوینئر تھے۔نقابت کے فرائض مولانا سید عبد الغفار عتیق شاہ (ناظم ضلع خانیوال) اور راقم الحروف نے ادا کیئے۔تلاوت کی سعادت قاری محمد یاسر عرفات نے حاصل کی۔ جبکہ مولانا قاری محمد اقبال نے توحید اور مسلک اہلحدیث کے عنوان پر نظم سے اس عظیم الشان کانفرنس کا آغاز کیا۔کانفرنس میں کی گئی تقاریر کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

❀ **امیر محترم قائد اہلحدیث علامہ ساجد میر حفظہ اللہ** نے کانفرنس سے تاریخی خطاب فرماتے ہوئے جہاں مسلک اہلحدیث کی حقانیت، اہلحدیث ہونے کے تقاضے بیان فرمائے وہاں موجودہ سیاسی صورتحال میں جماعت کی پالیسی بھی شرح و بسط سے بیان کی۔آپ نے فرمایا کہ اسلام اور اہلحدیث ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، اسلام وحی کے ذریعے نازل ہونے والا دین ہے، ہمارے تمام سیاسی وسماجی، معاشرتی وتجارتی، خانگی و ذاتی مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام ہی میں ہے، اسلام اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس کو یہ مل جائے اسے چاہئے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرے، شکریہ زبانی بھی ہوتا ہے، عملی بھی اور قلبی بھی۔اسلام ایک روشن اور روشنی کا پیغامبر دین ہے، بقول رسول رحمت ﷺ اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے۔اسلام سیاسی معاملات میں بھی انسانیت کی راہنمائی کرتا ہے، سیاست بذات خود کوئی بری چیز نہیں، بنی اسرائیل کے انبیاء ہی ان کی سیاسی معاملات کے نگران تھے، مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ بعض مفاد پرست سیاستدانوں نے اس شعبہ کو گندہ کر دیا ہے، اب وقت آگیا ہے کہ اس شعبے کو گندے لوگوں سے بچایا جائے، اور اس مقصد کے لئے پنجاب جمعیت کی تحریک بیداری ملت ایک عظیم تحریک ہے۔ اس تحریک کا ہر قریہ اور بستی تک منظم کریں، امیر محترم نے پنجاب کے قائدین کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے قومی وملی بیداری میں خصوصاً اہلحدیث افراد کو بیدار کرنے میں شاندار کردار ادا کیا ہے ہمارے یہ بھائی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔

❀ **پروفیسر حافظ عبد الستار حامد** (امیر پنجاب) نے اپنے صدارتی خطاب سے پہلے ڈویژن ملتان کے تمام اضلاع اور ان کی تمام تحصیلوں کے ذمہ داران، عہدے داران اور کارکنان کا اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اور ہر ایک کے لئے دعائے خیر کی۔امیر پنجاب نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے اسے اہلحدیث عوام کی بیداری خصوصاً اور عام پاکستانیوں کی پاکستان کے خلاف ہونے والی سازشوں کے سد باب کے لئے بیداری کی تحریک قرار دیا۔خصوصاً موجودہ سیاسی حالات میں اس کانفرنس کی اہمیت یوں بھی دو چند ہو جاتی ہے کہ آج پاکستان بنانے والی اور تباہ کرنے والی قوتیں سر عام بر سر میدان ہیں، چونکہ قیام پاکستان میں سب سے زیادہ کردار ہمارے آباء واجداد کا ہے اس لئے اس کی بقاء و استحکام کیلئے بھی سب سے اہم کردار اہلحدیثوں کو ہی ادا کرنا ہے، اس کردار کے لئے ہم آپ کو بیدار کرنے نکلے ہیں۔انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور برصغیر میں صیہونی ایجنٹ مرزا قادیانی کی سرکوبی میں علمائے اہلحدیث کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم اپنے اکابر واسلاف کی وراثت کی حفاظت کریں گے، اور ان کے جذبہ جہاد کو کبھی سرد نہیں ہونے دینگے۔

❀ **مولانا محمد نعیم بٹ** (سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ پاکستان وسرپرست اعلیٰ مرکزیہ پنجاب) نے بیداری ملت کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے ڈویژنل لیول پر بیداری ملت اہلحدیث کانفرنسز کے انعقاد پر صوبائی جمعیت کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کانفرنسز کو ملی بیداری، جماعتی تحرک، تنظیم کی مضبوطی اور مشن کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا۔ جناب بٹ صاحب نے مسلک اہلحدیث کی حقانیت، مرکزی جمعیت اہلحدیث کا دنیا بھر کے اہلحدیث کی واحد نمائندہ تنظیم ہونے کے اعزاز کا تذکرہ کرتے ہوئے اہلحدیث کی بیداری کو وقت کی ضرورت قرار دیا، انہوں نے کہا کہ خانیوال کی اس عظیم جلسہ گاہ میں داعیان کتاب وسنت کا یہ عظیم اجتماع اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستان کے حقیقی محافظ جاگ رہے ہیں، کسی خانزادے کو یا کسی مذہبی پروہت کو پاکستان کی نظریاتی اساس پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دیں گے۔

❀ **علامہ الحاج میاں محمود عباس** (ناظم پنجاب) نے مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کی چار سالہ کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے سامعین کانفرنس کو بتایا کہ ”جب سے قائدین مرکزیہ نے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں اس عظیم ذمہ داری سے نوازا ہے، تب سے ہم مرکز کے سفیر بن کر پنجاب کے تمام (36) اضلاع کے بار ہا تنظیمی وتبلیغی دورے کر چکے ہیں۔ جماعت کا پیغام لئے ہم نے ایک ایک تحصیل تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ کارکنان و مقامی ذمہ داران کے دکھ درد میں شریک ہوئے ہیں۔ پنجاب جمعیت نے مدارس سے رابطوں کو بڑھایا ہے، علمی فکری و تربیتی طلبہ کنونشن کے نام سے مدارس دینیہ کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی ہے، انکی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے ان کے درمیان تقریری وتحریری مقابلہ جات کا انعقاد کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے جماعت کے شعبوں کو منظم کیا ہے، خصوصاً شعبہ تبلیغ اور شعبہ نشر و اشاعت کے ذمہ دار ہمارے بھائیوں کی کارکردگی لائق تحسین ہے۔میاں محمود عباس صاحب نے مزید کہا کہ آج یہ پانچویں ڈویژنل بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس ہے، اس سے قبل، ساہیوال، سرگودھا، بہاولپور اور گوجرانوالہ ڈویژنز میں یہ کانفرنسز انتہائی آب و تاب کے ساتھ منعقد ہو کر غیر جانبدار حلقوں سے بھی خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

❀ **پروفیسر ڈاکٹر عبد الغفور راشد** (ناظم تعلیمات مرکزیہ) نے اپنے خطاب میں ملتان ڈویژن میں بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس کے انعقاد پر صوبائی قیادت کو خصوصی خراج تحسین پیش کرتے ہوئے امیر محترم علامہ ساجد میر اور ڈاکٹر حافظ عبد الکریم کے حسن انتخاب کی داد دی۔ڈاکٹر صاحب نے اہلحدیث کی تاریخ، برصغیر میں داعیان قرآن وسنت کا آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے نام سے منظم ہونا اور پھر قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نام سے بطل حریت سید داود غزنویؒ، مفکر اسلام مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور دیگر اعیان واکابر کی قیادت میں متحد ہونے کا تذکرہ کیا، اور موجودہ دور میں حضرت علامہ ساجد میر اور ڈاکٹر حافظ عبد الکریم کی مسلک کے لئے جہود طیبہ کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے پلیٹ فارم پر ہم مسلم لیگ ن کی حمائت اسلئے

نہیں کرتے کہ ہمیں ان سے کچھ ذاتی مفادات ہیں بلکہ ہمارا ان کے ساتھ تعاون پاکستان اور اسلام کے لئے ہے۔

❀ **چوہدری عبد الوحید ارائیں** (صوبائی وزیر جیل خانہ جات پنجاب) نے بطور مہمان خاص اپنے خطاب میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، خصوصاً ہر فورم پر پاکستان کا مقدمہ لڑنے، اسلام کے نفاذ کی آواز اٹھانے اور اسلام اور پاکستان پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کرنے پر قائد اہلحدیث علامہ ساجد میر کے کردار کو دور حاضر کے سیاستدانوں کے لئے ایک مثال قرار دیا۔

❀ **صاحبزادہ حافظ عبد الباسط شیخوپوری** (ناظم تبلیغ مرکزیہ) نے اپنے خطاب میں عقیدہ ختم نبوت کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے کہا ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے ایمان کا حصہ ہی نہیں عین ایمان ہے، ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے زندیق وخبیث تو ہے ہی ساتھ ساتھ وہ اللہ اور اس کے رسول کا غدار بھی ہے، اور امت مسلمہ کسی بھی صورت اس ناسور کو اپنے جسم کا حصہ نہیں بنا سکتی، انہوں نے کہا اہلحدیث وہ واحد جماعت ہے جس نے عقیدہ ختم نبوت پر کسی بھی صورت میں آنچ نہیں آنے دی۔

❀ **قاری سیف اللہ عابد** (امیر ضلع خانیوال) نے سب سے پہلے تو قائدین پنجاب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس عظیم الشان کانفرنس کی میزبانی کا شرف ضلع خانیوال کی جماعت کو دیا، اور پھر اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے بنفس نفیس تمام اضلاع کی تمام تحصیلوں تک کا دورہ کیا۔ تاکہ جماعت میں ہر سطح تک بیداری کا پیغام پہنچے۔ انہوں نے ضلع خانیوال کی تمام تحصیلوں کی مرکزی جمعیت اہلحدیث اور اہلحدیث یوتھ فورس کے ذمہ داران وعہدے داران کا بھی شکریہ ادا کیا اور خصوصاً ملتان ڈویژن کے باقی تمام اضلاع (لودھراں، ملتان، وہاڑی) کے قائدین کو بھی زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ ان کے بے لوث تعاون کے ساتھ یہ کامیاب کانفرنس منعقد کرنے میں کامیاب ہوئے، انہوں نے امیر محترم سے عرض کیا کہ اب آپ ہمیں آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس کی میزبانی بھی دے دینگے تو ان شاء اللہ ہم اس امتحان میں بھی سرخرو ہونگے۔ انہوں نے اپنے ضلع کے ڈی سی او اور ڈی پی او کا بھی شکریہ ادا کیا جن کی خصوصی نگرانی میں کانفرنس کو فول پروف سیکیورٹی ملی۔

❀ **حضرت مولانا بہادر علی سیف** (نائب امیر پنجاب) نے اہلحدیث کی نظر میں مقام رسول رحمت ﷺ بیان فرمایا، رسول کائنات ﷺ کے محاسن ومحامد، آپ کا کائنات کے ہر طبقے کے لئے باعث رحمت ہونا، محبت رسول کا ایمان کے لئے لازمی اور ضروری ہونا بیان فرمایا۔

❀ **علامہ طارق محمود یزدانی** (نائب امیر پنجاب) نے انقلاب کا معنی ومفہوم بیان کرتے ہوئے اسلام آباد میں دھرنا دینے والے انقلاب کے دعوے دار طاہر القادری اور عمران خان کے نظریہ انقلاب کی دھجیاں اڑاتے ہوئے کہا کہ انقلاب صرف اور صرف محمد الرسول اللہ ﷺ کے راستے پر چلنے سے آتا ہے، ہمارے مسائل و مصائب کا خاتمہ صرف اسوہ رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے سے ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم غیر ملکی ایجنڈے کے تحت کسی بھی قسم کے جعلی انقلاب کی راہ میں سد سکندری ثابت ہونگے۔

❀ **حضرت مولانا سید سبطین شاہ نقوی** نے اپنے خطاب میں مسلک اہلحدیث کا تعارف، عقیدہ توحید اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علماء و اکابرین اہلحدیث کی لازوال قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے عوام الناس کو تاریخ سے روشناس کروایا۔ کہ عقیدہ ختم نبوت کے سب سے پہلے محافظ خود رسول اللہ ﷺ تھے، پھر آپ کے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق نے مسیلمہ کذاب جیسے لوگوں سے اس دھرتی کو پاک کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جانیں قربان کیں۔ جنگ یمامہ میں سینکڑوں حفاظ کی شہادت صرف عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تھی۔ پھر صدیوں بعد جب برصغیر میں مرزا قادیانی نے خود کو ذریت مسیلمہ ثابت کیا تو اہل حدیث علماء ہی تھے، جنہوں نے مشن صدیقی کا اجراء کیا۔

❀ **شیر پنجاب مولانا منظور احمد** نے اپنی روایتی گھن گرج اور مخصوص انداز میں کانفرنس کا آخری خطاب کرتے ہوئے اذان فجر تک لوگوں کے سینوں پر قرآن وسنت کے انوار کی بارش برسائی۔ انہوں نے مسلک اہلحدیث کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا، عقیدہ ختم نبوت کی ترجمانی قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے کی۔ اور قادیانیوں کی سازشوں کے بارے میں قوم کو بیداری پیغام دیتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ جو ہمارے محبوب ﷺ کا وفادار نہیں وہ ہمارا یا ہمارے ملک کا بھی وفادار نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اہلحدیث کا بچہ بچہ کٹ تو سکتا ہے مگر آقا کی عزت پر اور اسلام کی آن پر کوئی حرف نہیں آنے دے گا۔

رپورٹ: محمد ابرار ظہیر (ناظم نشر واشاعت پنجاب)

وی پی آ رہا ھے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

معجون قوت دماغ زعفرانی
32 اجزاء سے تیار کردہ
فیض
قیمت -/1200 روپے
وزن 600 گرام
قیمت -/650 روپے
وزن 300 گرام
اجزائی معجون
زعفران | دار چینی | شہد | مغز بادام
کشنیز | بلیلہ | جوہر آملہ | برہمی بوٹی
مرچ سیاہ | ورق طلا | بابونہ | مغز اخروٹ
خشخاش | گاؤزبان | گل سرخ | طباشیر
اسطوخودوس | الائچی کلاں | الائچی خورد | زرنباد
مغز تربوز | ورق نقرہ | کونچ | مجوہ مرجان
آملہ | مغز خیارین | مغز کدو | مویز منقی
ڈی گراؤنڈ سٹیلائٹ ٹاؤن فیصل آباد
0314 3085577 فیض FOODS
ہوم ڈلیوری
پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک فری
0314-3085577

اظہارِ تعزیت

مولانا احسان الحق شہباز' خطیب قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ کی والدہ محترمہ اور میاں محمد یوسف (ستارہ فیکٹری والے) کی وفات پر اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: ڈاکٹر عبدالشکور انجم کامونکی

ہری پور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث واہل حدیث یوتھ فورس پنڈ گجراں ہری پور میں ۷ ستمبر ۲۰۱۴ بروز اتوار بعد نماز مغرب جامعہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ مولانا عطاء الرحمٰن ہزاروی اور حافظ سعید الرحمٰن خطیب ہری پور نے خطابات فرمائے اور کہا کہ اس پرفتن دور میں لوگوں کو عقیدہ ختم نبوت سے روشناس کرانا انتہائی ضروری ہے۔ آخر میں غلام مصطفیٰ چوہان امیر ضلع ہری پور نے انتظامیہ اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ضلع بھر میں ایسے پروگرام منعقد کیے جاتے رہیں گے۔

منجانب: حافظ محمد ابراہیم خلیل ناظم ضلع ہری پور

خطیب کے ضرورت مند

اُردو پنجابی کے تجربہ کار خطباء کو صرف خطبہ جمعۃ المبارک کے لیے جگہ درکار ہے ضرورت مند فی الفور رابطہ قائم کریں۔ خطیب فاؤنڈیشن

0336-3000730 - 0301-3115297

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوھر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

طائفہ منصورہ کے صفاتی نام "اہل حدیث" کے دلائل اور اس پر اعتراضات کے مسکت جوابات

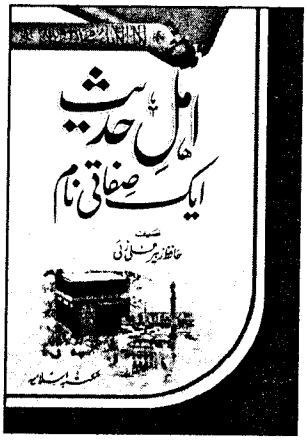

اہل حدیث ایک صفاتی نام

تصنیف: حافظ زبیر علی زئی

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد 041-2631204 - 2641204

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

عظیم خوشخبری

ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری ادویات پہلی خوراک سے اثر اور مستقل آرام دیتی ہیں۔

(کورس ایک ماہ)

- نجات بواسیر کیپسیول
- السر معدہ سے نجات
- شوگرین کیپسول' فوری اثر مستقل آرام
- کمزوری مثانہ سے نجات

ریسرچ طبی سکالر حکیم فاروق اقبال نیو کرول شالامار ٹاؤن۔ لاہور

رابطہ بعد نماز عصر روزانہ 0321-4388612

طبیب قریشی ڈسپنسری کیمپ چیل۔ لاہور

ضرورت رشتہ

بیٹی عمر 22 سال قد "5-'5 (اہل حدیث) دینی تعلیم 2 سالہ درس نظامی' دنیاوی تعلیم: ایم اے اسلامیات۔ بی اے۔ بی ایڈ۔ ملک برادری' تیلی ترجیحاً' کھوکھر' اعوان۔ ضلع شیخوپورہ' فیصل آباد' لاہور' ساہیوال' اوکاڑہ کے رہائش پذیر والدین رابطہ فرمائیں۔ لڑکے کا کاروباری' ملازمت پیشہ ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔ اہل حدیث ہونا پہلی خوبی ہوگی۔ اپنا گھر ہونا چاہیے۔

رابطہ ملک مجیب شامی 0300-4200474

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

اسلامی لائبریری

مفید معلوماتی اور اصلاحی کتب انتہائی تبلیغی قیمت میں

اپنے گھر یا شہر لاہور میں علم کی روشنی پھیلانے کیلئے لائبریری کی ابتداء کیجیے

نام کتاب	مصنف	تعداد جلد	تبلیغی قیمت	بذریعہ ڈاک اضافی چارجز
تفسیر ابن کثیر	ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھیؒ	5	1780	250
تفہیم القرآن	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	6	1680	250
صحیح بخاری	ترجمہ: علامہ وحید الزمانؒ	3	1580	250
سیرۃ النبی ﷺ	علامہ شبلیؒ/سید سلیمان ندویؒ	4	980	250
رحمۃ للعلمین	قاضی سلیمان منصور پوریؒ	مکمل	590	150
قصص القرآن	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ	2	490	150
تحفۃ الدرر	محمد مہدی یوسفی	مکمل	280	75

میاں طاہر

گھر بیٹھے صرف ایک فون کال پر دینی رہنمائی حاصل کیجیے

• دینی • روحانی • کاروباری

مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں حل

فتاویٰ اہل حدیث

رابطہ کیلئے

میاں طاہر فاضل مدینہ یونیورسٹی

ایڈیٹر صوت الحرمین

0314-3010777

خوشخبری

اہل حدیث ایجوکیشنل فورس

کے تمام ضلعی صدور اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور عہدے کے دستاویزی ثبوت کی فوٹو کاپی بھجوا کر عظیم کتاب رحمۃ للعلمین تحفۃً حاصل کریں۔

ڈاک خرچ بھی صوت الحرمین برداشت کرے گا۔

پیشکش 31 اکتوبر 2014 تک کے لئے ہے۔

رابطہ کیلئے میاں طاہر فاضل مدینہ یونیورسٹی ایڈیٹر صوت الحرمین
0314-3010777

ماہنامہ صوت الحرمین

ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سٹیلائٹ ٹاؤن فیصل آباد

alharmain777@gmail.com www.alharmain.org

0314-3010777

ہدیہ تبریک

شیخ الشیخ علی محمد ابوتراب حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ بلوچستان کو

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا رکن نامزد ہونے پر دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت فرمائے۔ آمین!

منجانب (مولانا) عبدالرحمن ثاقب ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث۔ صوبہ سندھ

0321-3137886

تالیف

صاحبزادہ برق التوحیدی

ناشر// بیت التوحید دارالسلام

ملنے کے پتے

بیت التوحید، دارالسلام
ٹوبہ ٹیک سنگھ

مکتبہ اسلامیہ
غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

مکتبہ اسلامیہ
کوتوالی روڈ فیصل آباد

بمقام مرکز اہلحدیث مبارک مسجد مسلم بازار رحیم یار خان

0345 8404089

مورخہ 30 ستمبر 2014

بروز منگل بعد نماز مغرب

عظیم الشان 20 ویں سالانہ

قرآن و سنت کانفرنس

شہباز خطابت

حضرت علامہ سید سبطین شاہ نقوی صاحب

آف سرگودھا

حضرت علامہ حافظ محمد صہیب شاہد صاحب

آف کراچی

اختتامی دعا

شیخ العرب والعجم

حافظ ثناء اللہ زاہدی صاحب

دینِ حق کی تبلیغ و ترویج کو جاری و ساری رکھنے کے لئے تعاون کیجئے

اپنے صدقات و خیرات و عطیات اور قربانی کی کھالوں سے

جامعہ محمدیہ دارالحدیث مرکز اہلحدیث مبارک مسجد مسلم بازار رحیم یار خان

ساجد میر فری میڈیکل کیمپ

صبح 9 بجے تا شام 4 بجے تک

فری حجامہ کیمپ
ڈاکٹر عبدالرزاق
خواتین کے لئے خواتین ڈاکٹر اور مرد حضرات کے لئے مرد ڈاکٹر

فری آئی کیمپ
ڈاکٹر خاور صدیق
فری چیک اپ اور فری ادویات

فری شوگر ٹیسٹ
ڈاکٹر امجد فاروق

بمقام
نماز عید الضحی سکول بلاک نمبر 3
میں ٹھیک صبح 7:15 بجے
ادا کی جائے گی

تحصیل امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث

مرزا افتخار بیگ

وبیورو چیف ہفت روزہ اہلحدیث ضلع رحیم یار خان

0345 8404089

جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ

LAHORE INSTITUTE FOR SOCIAL SCIENCES

لاہور انسٹی ٹیوٹ فار سوشل سائنسز کے زیر اہتمام

ٹھوس دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ ڈگری کی خواہشمند طالبات کیلئے سنہری موقعہ

ایم اے اسلامیات کی کلاسوں کا آغاز

- وسیع ترین لائبریری
- ملٹی میڈیا اور ویڈیو کانفرنس کی سہولیات
- قابل، مخلص اور دیندار اساتذہ
- تجوید اور سیرت پر خصوصی توجہ
- وفاق المدارس عالمیہ کی ڈگری رکھنے والی طالبات داخلہ کی اہل ہیں

داخلہ فارم کی وصولی کی آخری تاریخ
27 ستمبر 2014

ادارہ ہذا سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کرنے والی طالبات کے لئے آئندہ ایم فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے امکانات

دور دراز سے آنے والی طالبات کے لئے ہاسٹل کی خصوصی سہولیات

Eligibility B.A or Equavalent Degree or وفاق المدارس العالمیہ

زیر نگرانی:
استاذہ رضیہ مدنی صاحبہ

بمقام: 91 بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن نزد برکت مارکیٹ، لاہور

042-35852591 / 35837339

www.facebook.compages/islamicinstitute/75

بمناسبة

اليوم الوطني

نتشرف بتقديم أسمى آيات التهاني
والتبريكات الى حضرة خادم الحرمين الشريفين

الملك عبد الله بن عبد العزيز آل سعود حفظه الله

رائد مسيرة الخير والعطاء

والى حضرة صاحب السمو الملكي

الأمير سلمان بن عبد العزيز آل سعود حفظه الله

ولي العهد والنائب الأول لرئاسة مجلس الوزراء

والى الشعب السعودي النبيل

سائلين الله تعالى أن يديم
عليهم نعمة الأمن والاستقرار

جمعية أهل الحديث المركزية باكستان

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE :www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office: 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e- Hadith 042-37720257
Paigham Tv:042-37722876

یا یحییٰ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — یا قیوم

مقام: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بورے والہ

زیر سرپرستی: پروفیسر حضرت مولانا عبدالستار حامد صاحب
محترم جناب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

29 ستمبر بروز سوموار بعد نماز عشاء 2014

قامع شرک و بدعت
مناظر اسلام علامہ سید سبطین شاہ نقوی صاحب
آف سرگودھا

قاطع شرک و بدعت
حضرت مولانا حافظ محمد یوسف لوپسروری صاحب
للکارا اہلحدیث
آف لاہور

دھماکہ حدیث کانفرنس

تلاوت: قاری سعید السدیس

نعت: محمد مبشر

اساتذہ کرام

- محمد اسماعیل
- عبدالحمید عادل
- حضرت مولانا رب نواز
- رشید احمد
- نعمان فاروق
- محمد شعیب بہاولپوری
- ابوذر
- محمد عابد
- عبدالرحمن
- قاری عبدالحمید
- عبدالرزاق
- ماسٹر محمد سرور

تعارف جامعہ ھذا

جامعہ ھذا میں مندرجہ ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں

1 شعبہ تعلیم القرآن والسنہ (درس نظامی) 2 شعبہ حفظ القرآن 3 شعبہ ناظرۃ القرآن 4 دارالافتاء
5 شعبہ دعوت وتبلیغ 6 شعبہ عصری علوم 7 شعبہ خدمت خلق 8 ادارۃ الخطابہ والمحاضرات

جامعہ اسلامیہ سلفیہ للبنات کے تحت بھی مندرجہ بالا شعبہ جات کام کر رہے ہیں

جامعہ میں طلباء وطالبات کی مجموعی تعداد 221 ہے

جامعہ کو مخلص، محنتی اور قابل اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں

جامعہ کے ماہانہ اخراجات 4 لاکھ سے متجاوز ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پورے ہو رہے ہیں

الداعی الی الخیر — محمد بلال ثاقب خادم جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ — رابطہ نمبر 0300-8282509

آرگنائزر جامعہ اسلامیہ سلفیہ 0313-0600309 0345-1454558

0301-6952627 فاروق دارالکتابت